ماہنامہ مجلّہ

حیاتِ نو

بلریاگنج

"تعلیم کا مقصد یہی نہیں ہونا چاہئے کہ نوجوان ذہن
کے علم کی پیاس بجھادے بلکہ اس کے ساتھ ہی اسے
اخلاقی کردار اور اجتماعی زندگی کے اوصاف نکھارنے
کا احساس بھی پیدا ہونا چاہئے۔"

(امام غزالیؒ)

٤٦٧٧٥

ماہنامہ مجلہ

حیات نو

بلریاگنج

جلد نمبر ۲۰

جمادی الأخری ۱۴۲۵ھ
اگست ۲۰۰۴ء

شمارہ نمبر ۸

مدیر مسؤل
ابوالمکارم ازہری فلاحی

معاون مدیر
انیس احمد فلاحی مدنی

☆ سالانہ زر تعاون: ۹۰ روپے
☆ خصوصی زر تعاون: ۲۰۰ روپے
☆ بیرون ملک: ۲۵ امریکی ڈالر

☆ طلبہ کے لئے: ۸۰ روپے
☆ اعزازی زر تعاون: ۱۰۰۰ روپے
☆ اس شمارے کی قیمت: ۹ روپے

اس دائرہ میں سرخ نشان کا مطلب ہے کہ آپ کی مدت خریداری ختم ہو چکی ہے۔ لہذا جلد از جلد سالانہ زر تعاون ارسال فرمائیں۔

❖❖ مضمون نگار کی رائے سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے ❖❖

خط و کتابت کا پتہ

ماہنامہ مجلہ حیات نو، جامعۃ الفلاح
بلریاگنج، اعظم گڑھ (یوپی) ۲۷۶۱۲۱
Phone: 05466-225115

نقوش حیات نو

☆ **اداریہ :**

علم کی چند آفتیں	انیس احمد مدنی	۳

☆ **روشنی کا سفر :**

ہفشہ کا قبول اسلام	محمد سوئیل فلاحی	۵

☆ **مقالات :**

علم ناسخ الحدیث ومنسوخہ کا تعارف	ابوارقم فلاحی	۹

☆ **بحث و نظر :**

توریت میں بشارات محمد ﷺ	ابوطوبیٰ فلاحی	۱۴
مستشرقین کے نزدیک لفظ "سنت" کا مفہوم	ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی	۲۰

☆ **مذاہب عالم :**

توریت کا تعارف (۷)	انیس احمد مدنی	۳۳

☆ **تعارف کتب :**

اسلامی مصادر کا تعارف (۹)	ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان	۳۸

☆ **فقہ و فتاوی :**

ظہر سے پہلے سنتوں کی تعداد	ابوارقم فلاحی	۴۶

☆ **جامعہ کے لیل و نہار :**

تعلیمی وثقافتی پروگرام کا انعقاد	ادارہ	۴۷
اعلان عام		

اداریہ

علم کی چند آفتیں

(۱)

انیس احمد مدنی

علم اس دنیا کی سب سے قیمتی شے ہے اور ہر قیمتی چیز کی حفاظت مشکل ہوتی ہے۔ جس طرح جواہرات اور ہیروں کو چوروں اور اچکوں سے محفوظ رکھنے کے لئے سخت جدوجہد کرنی پڑتی ہے اسی طرح علم کی روشنی وبصیرت اور اس کی چمک دمک کو ان آفتوں سے بچانا ضروری ہوتا ہے جو اسے لاحق ہوتی ہیں۔ علم کو لاحق ہونے والی اہم آفتیں درج ذیل ہیں:

☆ **حب مال وزر:** ابوموسی الاشعریؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "ما ذئبان جائعان ارسلا في حظيرة غنم بأفسد لها من حب المال و الشرف لدين المرأ" (ترمذی)

دو بھوکے بھیڑیے جو بکریوں کی باڑ میں چھوڑ دیے گئے ہوں وہ ان کے لئے اتنے نقصان دہ نہیں جتنا مال وشرف کی لالچ وحرص وآز انسان کے دین کے لئے نقصان دہ ہے۔

اور حب مال کی مضرت اس وقت اور بڑھ جاتی ہے جب کوئی عالم اس مرض میں مبتلا ہو جائے۔ کیونکہ اگر عالم مال وزر کو صرف حلال اور جائز طریقوں سے بھی جمع کرے تو بھی اس کی وہ قیمتی عمر اس رزق کے طلب میں ضائع ہو جاتی ہے جو مقدر اور مقسوم ہے اور جو ہر حال میں مل کر رہے گا۔ اور پھر اسے ان اموال کو چھوڑ کر ہر حال میں جانا ہے دراں حالیکہ وہ اپنی اس عمر کے ذریعہ بلند درجات اور بہشتی کا رزق حاصل کر سکتا تھا۔

بعض حکماء کے سامنے جب یہ بات آئی کہ فلاں نے اتنا عظیم مال ذخیرہ کر رکھا ہے تو انہوں نے پوچھا کہ اس نے ان اموال کو جمع کرنے کے لئے ایام بھی جمع کر رکھے ہیں جن ایام میں وہ ان

اموال کو خرچ کرے گا۔ کہا گیا: نہیں، تو انہوں نے جواب دیا: پھر اس نے کوئی مال حقیقتاً اپنے لئے جمع نہیں کیا ہے۔

بعض اسرائیلی روایات میں آیا ہے کہ روزی و رزق مقدر اور مقسوم ہے اور مال و زر کا حریص محروم ہے۔ اے انسان جب تم اپنی پوری عمر دنیا کی طلب میں لگا دو گے تو آخر تم آخرت کو کب طلب کرو گے۔

غور کیجئے علم کی فضیلت و اہمیت اسی لئے تو ہے کہ اس سے خشیت پیدا ہوتی ہے اور انسان اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور خوف کھاتا ہے۔ لیکن اگر علم کا مقصد دنیا اور مال و زر کا حصول بن جائے تو کیا علم کا یہ زریں مقصد حاصل ہو سکتا ہے۔ اسی لئے حدیثوں میں اس شخص کی شدید مذمت کی گئی ہے جو علم دین کو دنیا کے حصول کا ذریعہ بنالے۔ سنن ابی داؤد میں ہے "جس شخص نے رضائے الٰہی کے جالب علم شرعی کو دنیاوی مال و زر کے لئے حاصل کیا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہیں پائے گا۔ کیونکہ دنیا میں بھی ایک جنت ہے اور وہ ہے معرفت الٰہی، حب الٰہی، اس کے دیدار کا شوق اور اس کی خشیت و طاعت۔ اور علم نافع اس جنت تک انسان کو لے جاتا ہے۔ تو جس شخص کے علم نے اسے دنیا کی اس جنت میں داخل کر دیا وہ آخرت میں بھی جنت میں داخل ہوگا۔ اور جو شخص اس دنیا میں اس جنت کی بو بھی نہ پائے وہ آخرت میں بھی جنت کی خوشبوؤں سے محروم رہے گا۔ اسی لئے قیامت کے دن سب سے شدید عذاب اور حسرت و یاس سے عالم بے عمل دوچار ہوگا کیونکہ اس کے پاس علم کی شکل میں وہ آلہ و زینہ تھا جس کے ذریعہ وہ جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر فائز ہو سکتا تھا۔ لیکن اس نے اس آلہ کو دنیا کے فانی و زائل ہونے والے اموال کے حصول کے لئے استعمال کیا جو حقیر و گھٹیا تھے۔ (جاری)

☆☆☆☆☆

حفشہ کا قبول اسلام

The Conversion story of Hafsha

ترجمہ و تلخیص: محمد سعود بن فداتی
ایم۔اے۔ انگلش

اسلام کے تعلق سے میری جستجو اس وقت شروع ہوئی جب میری ملاقات میرے سابق شوہر Ex-husband سے ہوئی۔ وہ مسلمان تھے۔ البتہ میری ملاقات کے وقت وہ اسلامی اصولوں پر برائے نام عمل کرتے تھے۔ (الحمد للہ اب وہ ایک راسخ العقیدہ مسلمان ہیں) انھوں نے مجھے اسلام کے بارے میں کبھی کچھ نہیں بتایا تھا ایک روز جب ہم ان کے دوستوں کے یہاں ملاقات کے لئے گئے تو میں نے ان کے دوستوں کی کچھ بیویوں سے اسلام کے بارے میں کچھ سوالات پوچھے اور ان لوگوں نے بڑی حد تک میرے سوالوں کے جوابات بھی دیے۔ شروع شروع میں مسلم ہونے کا میرا کوئی ارادہ نہیں تھا اس لئے کہ میری پرورش میری سوتیلی ماں کے یہاں ہوئی تھی جو ایک متعصب عیسائی عورت تھی۔ میرا خیال تھا کہ اسلام ایک جارح مذہب ہے اس لئے کہ اس کے بارے میں میرا علم بہت محدود تھا۔ مسلم عورتوں کے سلسلے میں میری رائے بہت تلخ تھی۔ ان لوگوں سے میں اکثر کہا کرتی تھی کہ دوسری امریکی عورتوں کی طرح سے انہیں بھی چست لباس پہننا چاہئے اس لئے کہ ڈھیلے اور پورے بدن کو چھپانے والے لباس سے گرمی اور کوفت ہوتی ہے۔

یہ عورتیں بڑے صبر سے میری باتیں سنتی تھیں اور بڑی کشادہ ظرفی کے ساتھ اسلام کے مختلف پہلوؤں پر مجھ سے سیر حاصل گفتگو کرتی تھیں۔ اس وقت میں اسلام کی جانب بالکل مائل نہیں ہوئی تھی البتہ وہ عورت جس نے مجھ کو اسلام کے بارے میں بہت ساری معلومات فراہم کی تھی کچھ دنوں کے لئے کہیں چلی گئی اور اس طرح سے اس موضوع پر میں نے گفتگو کرنی بھی ترک کر دی۔ پھر ایک روز میرے

سابق شوہر کے بھائی میرے یہاں آئے اور مجھ سے یہ سوال کیا کہ کیا آپ اسلام کے بارے میں کچھ پڑھنا اور سمجھنا چاہتی ہیں؟ میں نے ان سے بتایا کہ اسلام قبول کرنے کا میرا کوئی ارادہ تو نہیں ہے البتہ اگر وہ مجھ کو اسلام کے بارے میں کوئی کتاب دے دیں تو میں ضرور اس کا مطالعہ کروں گی۔

پھر ایک روز میرے اسی برادر نسبتی یعنی سابق شوہر کے بھائی نے مجھ کو قرآن مجید کا ایک نسخہ لا کر دیا اور وہ نسخہ میری الماری میں تقریباً اٹھارہ مہینے تک پڑا رہا۔ میں نے نہ اس کو کبھی پڑھا اور نہ ہاتھ لگایا۔ مجھے یہ بالکل یقین تھا کہ میں کبھی مسلمان نہیں ہو سکتی۔ میرا یہ عقیدہ تھا کہ مجھے اس دنیا میں ایک اچھے انسان کی طرح سے زندگی گذار کر مرنا ہے اور نیک کام کرتے ہوئے ایک دن جنت میں داخل ہو جاؤں گی۔

البتہ میرا اب یہ احساس ہے کہ یہ باتیں صحیح نہیں ہیں اس لئے کہ اگر کوئی انسان دوسروں کو متاثر کرنے کے لئے نیک کام کرتا ہے اور نیک بننے کی کوشش کرتا ہے تو وہ نیکی نہیں ہے بلکہ یہ سارے کام ہم کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کرنی چاہیے اس لئے کہ جنت میں داخلہ صرف اللہ تعالیٰ کی مہربانی اور عنایت سے ہی ممکن ہو سکے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں مرنے کے بعد ہمارے اچھے اور برے کاموں کے مطابق جزا و سزا دے گا۔ یہ بات پوری طرح سے سمجھ میں بھی آتی ہے کہ ہر شخص اپنے اچھے اور برے کاموں کا اللہ کے سامنے جوابدہ ہے۔ مجھے یہ بھی یقین ہو چلا کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ پوری انسانیت تک بھیجا ہے۔

میرے اسلام قبول کرنے سے پہلے میرے سابق برادر نسبتی اپنے ایک دوست سے اسلامی تعلیمات پر مبنی ایک ویڈیو کیسٹ لے کر آئے اور مجھ سے اس کو دیکھنے کی درخواست کی۔ یہ ویڈیو کیسٹ احمد دیداوے کے ذریعہ تیار کی گئی تھی جو قرآن اور بائبل پر گہرا عبور رکھتے ہیں۔ اس ویڈیو کیسٹ کے دیکھنے کے بعد اسلام کے بارے میں میرا شوق کچھ بڑھا اور میں نے قرآن باقاعدہ طور پر پڑھنا شروع کیا۔ دھیرے دھیرے قرآن میں میری دلچسپی بڑھتی گئی اور کبھی کبھی مجھ کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ اب میرا قرآن سے رشتہ کبھی نہیں ٹوٹ سکے گا اور یہ بھی مجھ کو یقین ہو گیا کہ قرآن خدا کی طرف سے بھیجی ہوئی برحق کتاب

ہے۔ میں اسلام کو سمجھنے کے لئے قرآن اور انٹرنیٹ کا زیادہ سے زیادہ سہارا لیا۔ اس وقت میں کالج کی ایک طالبہ تھی اس لئے انٹرنیٹ استعمال کرنے کے لئے مجھ کو اپنے کالج جانا پڑتا تھا۔ میں نے اسلام کے بارے میں معلومات اکٹھا کرنے کے مقصد سے سیکڑوں صفحات کے پرنٹ کمپیوٹر سے نکالے۔ میں مسلمان ہونا چاہتی تھی مگر مجھے اس بارے میں اندیشہ تھا کہ لوگ میرے بارے میں طرح طرح کی رائے قائم کریں گے اور اسی پس و پیش کی حالت میں تقریباً ایک سال اور گذر گیا۔

میرے پس و پیش کی ایک وجہ تو یہ تھی کہ میرے خاندان والے میری بہت مخالفت کریں گے اور یقیناً انہوں نے ایسا ہی کیا۔ ۴ جولائی ۱۹۹۷ء کو میں نے اپنے والدین کو مطلع کیا کہ میں اسلام قبول کرنے جا رہی ہوں۔ یہ سنتے ہی انہوں نے مجھے ڈانٹا اور مخالفت کرنی شروع کر دی اور مجھے طرح طرح کے طعنے دیئے جانے لگے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ تم اب قابل نفرت ہو اور یہ کہ ہم تمہارے خدا سے (نعوذ باللہ) بڑھ کر ہیں اس لئے کہ ہم نے تم کو پیدا کیا ہے۔ میرے والد اور سوتیلی ماں کا خدا پر بالکل یقین نہیں تھا۔ انہوں نے میری زندگی کو بہت زیادہ مشکل بنا دیا اور میری شکل تک دیکھنے سے انکار کر دیا یہاں تک کہ میں اس نئے مذہب سے دستبردار ہو جاؤں۔ بہر حال میرا یہ یقین ہے کہ اسلام دنیا میں سب سے بالا و برتر مذہب ہے۔ جہنم کی آگ سے مجھے میرے والدین نجات نہیں دلا سکتے صرف یہ اللہ ہی کی ذات ہے جو مجھ کو اس آگ سے بچا سکتی ہے۔ مجھے اسلام قبول کیے ہوئے تقریباً ڈھائی سال ہو چکے تھے مگر میری اپنے والدین سے صرف تین مرتبہ ملاقات ہوئی تھی۔ پہلی ملاقات میری ان سے اس وقت ہوئی تھی جب میری دوسرے شوہر سے شادی ہو رہی تھی۔ دوسری مرتبہ مجھے وہ اس وقت ہاسپٹل میں دیکھنے آئے جب میں نے ایک بچی کو جنم دیا تھا اور آخری ملاقات تقریباً آج سے پانچ مہینے پہلے ہوئی تھی اس لئے کہ وہ میری بچی کو دوبارہ دیکھنا چاہتے تھے۔

عام طور سے ایسا ہوتا ہے کہ زیادہ تر والدین آخرکار اپنے بچوں کے سامنے جھک ہی جاتے ہیں۔ ایسا ہی کچھ میرے والدین کے ساتھ بھی ہوا، اب وہ کبھی کبھی میرے گھر پر بھی آنے لگے ہیں اور

میرے اسلام قبول کرنے پر وہ بہت زیادہ معترض نہیں ہیں جبکہ دوسری جانب میری سگی ماں میرے اس فیصلے سے بہت مطمئن ہیں۔ وہ عیسائی مذہب کی پیروکار ہیں شاید اسی وجہ سے انہوں نے میرے اس فیصلے پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔ میں نے اپنی سگی ماں سے بتایا کہ مسلم صرف ایک خدا پر یقین رکھتے ہیں اور عیسیٰ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے نبی تھے نہ کہ ان کی اولاد۔ میں نے ان کو نبی کریم ﷺ کے بارے میں بتایا اور یہ بھی کہا کہ وہ حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں۔ ان کو میں نے قرآن کی وہ آیات بھی دکھائیں جن میں سائنسی طور پر یہ ثبوت پیش کیا گیا ہے کہ قرآن خدا کا برحق کلام ہے اور میری یہ باتیں سن کر میری ماں مجھ سے بہت خوش ہوئی۔

میں نے اپنی ماں کو چند ایسی آیات بھی دکھائیں جن میں جنین کی نشو ونما کے بارے میں بتایا گیا ہے اور کس طرح ایک بچہ ماں کے پیٹ کے اندر پروان چڑھتا ہے۔ میں سب کو یہ بتا دینا چاہتی ہوں کہ اسلام میری زندگی میں وہ سکون اور اطمینان لے کر کے آیا جس سے میں بالکل نا آشنا تھی۔ میں نے محسوس کیا کہ اس دنیا میں کھانے پینے کے علاوہ میرا ایک مقصد اور نصب العین ہے اور یہ مقصد خدائے واحد کی عبادت اور پرستش ہے۔ ہم خدا کی عبادت کرتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں اس طرح سے وہ ہمیں اپنی رحمت کے سائے میں داخل کر لیتا ہے۔ میں دنیا کے روزمرہ کے کاموں جیسے سونا، اٹھنا، کھانا، پینا اور روز کے کاموں کی مصروفیات کے بجائے زیادہ سے زیادہ اسلامی علوم کے حصول کی خاطر اپنا وقت وقف کر دیا ہے اور زیادہ سے زیادہ نیکی کے کاموں میں حصہ لینے لگی ہوں اس امید کے ساتھ کہ ان شاء اللہ ایک دن اللہ تعالیٰ ہم کو جنت میں ضرور داخل کرے گا۔

(بشکریہ مسلم یوتھ)

☆☆☆☆☆

مقالات

"علم ناسخ الحدیث و منسوخہ" کا تعارف

ابوارقم فلاحی

نسخ کے لغوی معنی کسی چیز کو زائل کرنے اور کاپی و نقل کرنے کے آتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ "نسخت الشمس الظل" سورج کی شعاعوں نے سایہ کے اثر کو مٹادیا۔ "نسخ الشیب الشباب" بڑھاپے کے آثار نے جوانی کو مٹادیا۔ "نسخت الریح الأثر" ہوا نے باقی ماندہ نشان کو ختم کر دیا۔

نقل کرنے اور کاپی کرنے کے مفہوم میں یہ لفظ اس آیت میں وارد ہے۔ "انا کنا نستنسخ ما کنتم تعملون"

نسخ کی اصطلاحی تعریف:

شارع کا کسی شرعی حکم کو کسی ایسی شرعی دلیل کے ذریعہ اٹھانا جو اس منسوخ حکم سے متقدم ہو۔

نسخ کی مثال مسلم شریف کی یہ حدیث ہے: "کنت نهيتكم عن زيارة القبور ألا فزوروها فانها تذكر الآخرة"۔ میں نے تم لوگوں کو قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا۔ سنو قبروں کی زیارت کرو کیونکہ ان کی زیارت آخرت کی یاد دلاتی ہے۔

علم ناسخ الحدیث کا مفہوم:

یہ وہ علم ہے جس میں ان متعارض احادیث سے بحث کی جاتی ہے جن کے درمیان نسخ کے علاوہ جمع و تطبیق کی کوئی اور صورت نہیں پائی جاتی۔ چنانچہ بعض پر ناسخ اور بعض پر منسوخ کا حکم لگایا جاتا ہے۔ جن احادیث کا تقدم از روئے دلیل ثابت ہو جاتا ہے انہیں منسوخ اور جن کا متاخر ہونا ثابت ہو جاتا ہے انہیں ناسخ کہتے ہیں۔

اس فن کا موضوع اور اہمیت:

ناسخ ومنسوخ احادیث کی معرفت کا علم وہ علم ہے جو ان متعارض احادیث سے بحث کرتا ہے جن کے درمیان نسخ کے علاوہ کسی اور ذریعہ سے جمع وتطبیق دینا ممکن نہ ہو اور جن دونوں دلیلوں میں سے ایک کے متقدم اور دوسرے کے متاخر ہونے کا ثبوت موجود ہو۔

ناسخ ومنسوخ احادیث کی معرفت ہر مجتہد کے لئے لازم ہے کیونکہ اس کی معرفت کے بغیر شرعی دلائل سے احکام کو مستنبط کرنا ممکن نہیں۔ علامہ حازمی کہتے ہیں:

یہ فن اجتہاد کے مکملات وتتمات میں سے ہے کیونکہ اجتہاد کے باب میں رکن اعظم مرویات کی معرفت ہے۔ اور نقل (روایت) کے فوائد میں سے ناسخ ومنسوخ احادیث کا علم بھی ہے کیونکہ ظاہر الدلالۃ نصوص کا معاملہ آسان ہے۔ ان سے شرعی احکام کا اخراج سہل ہے۔ البتہ غامض اور مخفی نصوص سے استنباط کی کیفیت مشکل ہے کیونکہ ان نصوص کے صحیح معانی کی تعیین کے لئے آغاز میں دیئے گئے احکام اور آخر میں دیئے گئے احکام کی معرفت بھی لازمی ہے۔

یہ علم انتہائی عظیم ہے اور فقیہ کے لئے اس کی معرفت واجب ہے۔ البتہ یہ فن بے حد دقیق اور گہرے علم کا متقاضی ہے اس پر گفتگو وہی کرسکتا ہے جو سنت کا امام ہو اور قانون سازی کی تاریخ پر گہری نظر ہو۔ امام زہری فرماتے ہیں:

''فقہاء کو ناسخ ومنسوخ احادیث کے علم نے عاجز کردیا اور تھکا دیا''

امام شافعی علیہ الرحمۃ کو اس فن میں خصوصی امتیاز حاصل تھا حتی کہ امام احمد فرماتے ہیں: ''ہم جب تک امام شافعی کے ساتھ نہیں بیٹھے مجمل اور ناسخ ومنسوخ احادیث کو نہیں جان سکے''۔

نسخ کی معرفت کے ذرائع:

[۱] نبی اکرم ﷺ کی تصریح: جیسے مسلم شریف میں حضرت بریدہؓ کی حدیث: ''میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے روک دیا تھا۔ سو اب قبروں کی زیارت کرو کیونکہ ان کی زیارت آخرت کی

یاد دلاتی ہے''۔

[۲] صحابی کا بیان: جیسے حضرت جابرؓ کی حدیث کہ آگ پر پکی ہوئی چیزوں کے استعمال کرنے کے بعد وضوء کرنے اور نہ کرنے کے سلسلے میں آپ ﷺ کا آخری عمل ترک وضوء پر تھا۔ اور جیسے حضرت ابی بن کعب کا بیان کہ جماع کے بعد انزال منی ہونے ہی پر غسل کا حکم آغاز اسلام میں بطور رخصت تھا بعد میں ہر حال میں جماع کرنے پر غسل کا حکم دیا گیا خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔ (ابوداؤد، ترمذی)

[۳] تاریخ اور وقت کا علم: یعنی یہ معلوم ہو جائے کہ آپ کا کون سا عمل یا بیان پہلے کا ہے اور کون بعد کا۔ جیسے عبداللہ بن زید کی حدیث میں اکہری اقامت کا تذکرہ ہے۔ جبکہ ابو محذورہ کی حدیث میں اقامت کے الفاظ دوہرے کہنے کا تذکرہ ہے۔ اور یہ صراحت بھی موجود ہے کہ اقامت کا یہ طریقہ انہیں رسول ﷺ نے سکھایا تھا۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ آپ فتح مکہ کے بعد ایمان لائے تھے اور عبداللہ بن زید کی حدیث ہجرت کے بعد اس وقت کی ہے جب جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا آغاز ہوا تھا۔

(الناسخ والمنسوخ، حازمی)

اور جیسے ابوداؤد میں منقول حضرت شداد بن اوس کی حدیث ''افطر الحاجم والمحجوم'' (پچھنا لگانے والا اور لگوانے والا دونوں کا روزہ جاتا رہتا ہے۔

مسلم میں مذکور ابن عباس کی اس حدیث کے ذریعہ منسوخ ہے۔ ''ان النبی ﷺ احتجم وھو محرم صائم'' آپ ﷺ نے روزہ اور احرام کی حالت میں پچھنا لگوایا۔ اس لئے کہ بعض روایات میں حضرت شداد سے منقول ہے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد فتح مکہ کے زمانے کا ہے اور حضرت ابن عباس نے جو واقعہ نقل فرمایا ہے وہ حجۃ الوداع کے موقعہ کا ہے جو فتح مکہ سے دو سال مؤخر تھا۔

[۴] اجماع کی دلالت: یعنی کسی حدیث کے خلاف تمام صحابہ کا بالاتفاق عمل وقول اس پر دلالت کرتا ہو کہ حدیث میں منقول حکم منسوخ ہے اس لئے کہ اگر باقی ہوتا تو صحابہ اس کی مخالفت نہ

کرتے۔ جیسے ابوداؤد و ترمذی کی یہ روایت:

''شراب پینے والا اگر چوتھی بار بھی پیئے تو اسے قتل کر دو''

علامہ نووی کہتے ہیں: ''امت کا اجماع ہے کہ یہ حدیث منسوخ ہے''۔

البتہ یہ ذہن نشین رہے کہ اجماع بذات خود نہ ''ناسخ'' ہوتا ہے اور نہ ہی منسوخ بلکہ وہ نسخ کی دلیل ہوتا ہے یعنی اس سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ نسخ کی کوئی دلیل ضرور موجود ہے جو ہمارے سامنے نہیں آسکی۔

ناسخ الحدیث پر مشہور تصانیف:

دوسری صدی ہجری میں دیگر علوم حدیث کے ساتھ ''ناسخ الحدیث'' سے متعلق بھی بعض امور مشترک کتابوں میں لکھے گئے اور پھر جلد ہی اس فن پر مستقل کتابیں تصنیف کی گئیں۔ اس فن پر سب سے پہلی کتاب قتادہ بن دعامہ السدوسی (۶۱/۱۱۷ھ) کی ''الناسخ والمنسوخ'' ہے۔ البتہ یہ کتاب ہم تک نہ پہنچ سکی۔ اور پھر دوسری اور تیسری صدی میں اس فن پر متعدد کتابیں منظر عام پر آئیں جن میں مشہور ترین کتابیں درج ذیل ہیں:

[۱] **ناسخ الحدیث و منسوخه** : حافظ ابوبکر احمد بن محمد الاثرم (۲۶۱ھ) امام احمد کے شاگرد رشید۔ یہ کتاب تین مختصر اجزاء میں دار الکتب المصریہ میں مخطوطہ کی شکل میں موجود ہے۔

[۲] **ناسخ الحدیث و منسوخه** : ابوحفص عمر احمد البغدادی (ابن شاہین ۲۹۷-۳۸۵ھ) یہ کتاب بھی مخطوطہ کی شکل میں ہے اس کے دو نسخے پائے جاتے ہیں۔ ایک پیرس کے مکتبہ اہلیہ میں (رقم ۷۱۸) کے تحت ہے۔ اور دوسرا اسکوریال کے مکتبہ میں رقم (۱۱۰۷) کے تحت موجود ہے۔ معہد المخطوطات میں اس مخطوطہ کی مائیکروفلم موجود ہے۔

[۳] **الاعتبار فی الناسخ و المنسوخ من الآثار** : حافظ ابوبکر محمد بن موسیٰ الحازمی الہمدانی (۵۴۸-۵۸۴ھ)

یہ کتاب اس فن کی سب سے جامع کتاب ہے۔ فقہی ابواب کے لحاظ سے مرتب ہے۔ ہر

باب میں آپ نے ان احادیث کو جمع کیا ہے جو باہم متعارض نظر آتی ہیں اور پھر ان احادیث کے تئیں علماء کے اقوال کا تذکرہ کیا ہے اور ناسخ و منسوخ کی وضاحت کی ہے۔ اور اکثر و بیشتر اپنی رائے کا اظہار کیا ہے۔ اور بعض اقوال کو بعض پر ترجیح دی ہے۔ حازمی نے اپنی اس کتاب میں اس فن پر لکھی گئی جملہ کتابوں اور اس باب میں مروی علماء کے اقوال سے کافی استفادہ کیا ہے۔ کتاب کے آغاز میں ایک بیش قیمت علمی مقدمہ ہے جس میں اس علم کے ارتقاء و تطور کے تذکرہ کے ساتھ ساتھ اصول ترجیح اور اس کے درجات پر بھی سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپ کر منظر عام پر آچکی ہے۔

ہندوستان سے ۱۳۱۹ھ میں، قاہرہ سے ۱۳۴۶ھ میں اور حلب سے ۱۳۴۶ھ میں راغب الطباخ حلبی کی تحقیق کے ساتھ شائع ہوئی ہے۔ اور یہی نسخہ اس کتاب کا سب سے عمدہ ترین نسخہ ہے۔

[۴] **تجرید الاحادیث المنسوخة** : ابن جوزی (۵۹۷ھ)

[۵] **رسوخ الأحبار في منسوخ الأخبار** : برہان الدین الجعبری (۷۳۲ھ)

یہ کتاب ۱۴۱۰ھ میں منظر عام پر آئی ہے۔

ان کتابوں کے علاوہ امام احمد، امام ابوداؤد السجستانی، احمد بن اسحاق الدیناری (۳۱۸ھ)، محمد بن بحر الاصفہانی (۳۲۲ھ)، احمد بن محمد النحاس (۳۳۸ھ)، ابومحمد قاسم بن اصبغ (۳۴۰ھ) اور ھبۃ اللہ بن سلامہ (۴۱۰ھ) نے بھی اس فن پر کتابیں لکھی ہیں۔

☆☆☆☆☆

بحث ونظر

توریت میں بشارات محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(۱)

ابوطوبیٰ فلاحی

قرآن مجید میں ارشاد ہوا: ''و اذ أخذ الله ميثاق النبيين... الآية سورة آل عمران''

اس آیت میں اس عہد و میثاق کا ذکر ہے جو روزِ اول میں تمام نبیوں سے حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ اجمعین پر ایمان لانے ان کی تصدیق اور مدد و نصرت کرنے پر لیا گیا تھا۔ حضرت علیؑ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ''آدمؑ سے لیکر مسیحؑ تک جتنے پیغمبر گزرے خدا نے ہر ایک سے سید عالم رسول اکرم علیہ الصلاۃ والسلام کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول و قرار لیا۔''

(تفسیر امام طبری)

اسی لئے سب پیغمبروں نے اپنے اپنے زمانے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے پیش گوئیاں فرمائیں اور اپنی امتوں کو حضور پر نور کی اس عالم میں تشریف آوری کی بشارتیں دیں۔ سابقہ آسمانی کتابوں اور خصوصاً توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی، صفت، حلیہ، خاندان سب کچھ درج تھا۔

سورۃ الاعراف میں ہے:

"الذين يتبعون النبي الأمي الذي يجدونه مكتوباً عندهم في التوراة و الانجيل"

''وہ لوگ جو اس نبی امی کی پیروی کرتے ہیں جسے وہ اپنے یہاں توریت وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں''

توریت کے محرف ہونے اور اس کے اصلی نسخوں کے گم ہو جانے کے باوجود بھی آپؐ کی آمد سے متعلق متعدد بشارتیں موجود ہیں۔ چند بشارتیں ملاحظہ ہوں:

☆ پہلی بشارت:

''میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی میری ان باتوں کو

جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔ لیکن جو نبی گستاخ بن کر کوئی ایسی بات میرے نام سے کہے جس کے کہنے کا میں نے اس کو حکم نہیں دیا یا اور معبودوں کے نام سے کچھ کہے تو وہ نبی قتل کیا جائے۔'' (استثنا باب ۱۸، ۱۸-۲۱)

عیسائی علماء اور محققین اس نبی سے مراد عیسیٰؑ اور یہودی موسیٰؑ کے ساتھی یوشع بن نون کو لیتے ہیں۔ لیکن یہ رائے درج ذیل اسباب کی بنا پر درست نہیں ہے۔

[۱] نص میں ''مثلك'' کے الفاظ آئے ہیں جس کے معنی ہیں ''تمہاری مانند'' یعنی آنے والے نبی موسیٰ علیہ السلام کے مثل ہوں گے درآنحالیکہ توریت کے مطابق بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ علیہ السلام جیسا پیدا ہی نہیں ہوا۔ ''اور اس وقت سے اب تک بنی اسرائیل میں کوئی نبی موسیٰ علیہ السلام کی مانند جس سے خدا نے روبرو باتیں کیں نہیں اٹھا۔'' (استثنا ۱۱/۳۴)

[۲] اس بشارت میں ''ایک نبی برپا کروں گا'' کے الفاظ آئے ہیں درآنحالیکہ یوشع علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کے پاس حاضر اور بنی اسرائیل میں داخل تھے تو آپ پر یہ الفاظ کیوں کر منطبق ہو سکتے ہیں۔

[۳] اس بشارت کا یہ جملہ ''اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا'' اس امر کی جانب اشارہ کر رہا ہے کہ اس آنے والے نبی پر کتاب نازل ہوگی اور یہ کہ وہ امی اور خدا کے کلام کا حافظ ہوگا اور یہ دونوں چیزیں یوشع میں نہیں پائی جاتی ہیں۔

[۴] اس بشارت کا یہ جملہ ''ان ہی کے بھائیوں میں سے'' صراحۃً اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ اس سے مراد ''بنو اسماعیل'' ہیں۔ بنو اسرائیل نہیں کیونکہ بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے اس بشارت کے وقت موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہیں حاضر تھے تو اگر مقصود بنی اسرائیل سے نبی کا اٹھایا جانا ہوتا تو یہ کہا جاتا ''ان میں سے'' نہ کہ ''ان ہی کے بھائیوں میں سے''۔ بھائیوں کا لفظ حقیقۃً بنی اسماعیل ہی کے لئے توریت میں جابجا استعمال ہوا ہے اگرچہ مجازاً کہیں کہیں بنی اسرائیل کے بعض قبائل کے لئے بھی استعمال ہوا ہے اور کسی لفظ کا مجازی معنی اس وقت لیا جاتا ہے جب حقیقی معنی مراد لینا ممکن نہ ہو۔

توریت میں بنی اسماعیل کے لئے ''بھائیوں'' کے استعمال کے چند مواقع ملاحظہ ہوں:

{۱} اسماعیل علیہ السلام کے تعلق سے خدا کا یہ وعدہ ملاحظہ ہو ''اور خداوند کے فرشتے نے اس

سے کہا کہ تو حاملہ ہے اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام اسماعیل رکھنا اس لئے کہ خداوند نے تیرا دکھ سن لیا وہ گورخر کی طرح آزاد ہوگا اس کا ہاتھ سب کے خلاف اور سب کے ہاتھ اس کے خلاف ہوں گے اور وہ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسا رہے گا۔" (پیدائش ۱۶/۱۱-۱۳)

{۲} پیدائش باب ۲۵ میں اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے تعلق سے ہے اور اس کی (اسماعیل) اولاد حویلہ سے شور تک جو مصر کے سامنے اس راستہ پر ہے جس سے اسور کو جاتے ہیں آباد تھی یہ لوگ اپنے سب بھائیوں کے سامنے بسے ہوئے تھے۔ (پیدائش ۲۵/۱۸)

{۳} سفر استثناء میں ہے: "اور تو ان لوگوں کو تاکید کردے کہ تم کو بنی عیسو تمہارے بھائی جو سعیر میں رہتے ہیں ان کی سرحد کے پاس سے ہو کر جانا ہے۔ (باب ۲/۴-۵)

[۵] اس بشارت کا یہ جملہ "اور جو کوئی تیری ان باتوں کو جن کو وہ میرا نام لیکر کہے گا نہ سنے تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا" اس نبی موعود کی اہم امتیازی خصوصیت کے بیان کے لئے آیا ہے۔ لہذا یہاں حساب سے مراد منکرین پر اخروی عذاب یا دنیا میں نازل ہونے والی آفتوں کو لینا صحیح نہیں ہے کیونکہ اس انتقام سے تو ہر نبی کے منکرین دوچار ہوتے ہیں لہذا اس حساب سے قانونی و شرعی انتقام مراد لیا جائے گا۔ اور اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ نبی موعود خدا کی جانب سے منکرات پر سزائیں دینے پر مامور ہے۔ اور یہ خصوصیت عیسیٰ علیہ السلام کو حاصل نہیں کیونکہ آپ کی شریعت حدود و قصاص اور تعزیر و جہاد کے احکام سے خالی ہے۔

[۶] اس بشارت میں یہ تصریح موجود ہے کہ جھوٹا نبی اگر خدا کی جانب نسبت کرکے کوئی بات کہے گا تو وہ قتل کیا جائے گا۔ تو اگر محمد ﷺ نبی برحق نہ ہوتے تو ضرور قتل کئے جاتے۔ خود قرآن مجید میں ہے:

"ولو تقول علینا بعض الأقاویل لأخذنا منه بالیمین ثم لقطعنا منه الوتین" (الحاقۃ: ۴۴-۴۶)

محمد عربی ﷺ قتل نہیں کیے گئے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں فرمایا: "واللہ یعصمك من الناس" (سورۃ المائدۃ: ۶۷)

اللہ تعالیٰ تمہیں لوگوں کے شر سے محفوظ رکھے گا۔

[۷] اللہ تعالیٰ نے جھوٹے نبی کی یہ علامت بیان کی ہے کہ غیب سے متعلق اس کی پیشین گوئیاں سچ ثابت نہ ہوں گی لیکن آپ ﷺ کی پیشین گوئیاں کثرت کے باوجود بھی سب سچ ثابت ہوئیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اس بشارت میں نبی موعود سے مراد محمد ﷺ ہی ہیں جو متعدد پہلوؤں سے موسیٰ علیہ السلام کے مانند اور مثل ہیں۔

[۱] اللہ کا بندہ اور رسول ہونا۔

[۲] ماں اور باپ والا ہونا۔

[۳] نکاح کرنا اور نسل و ذریت والا ہونا۔

[۴] آپ کی شریعت کا سیاست مدنیہ پر مشتمل ہونا۔

[۵] جہاد پر مامور ہونا۔

[۶] عبادت کے وقت طہارت کی شرط۔

[۷] جنبی، حائضہ اور نفساء کے لئے غسل کا وجوب۔

[۸] کپڑے کا بول و براز سے پاک ہونا۔

[۹] غیر مذبوح اور غیر اللہ کے نام پر چڑھاووں کی حرمت۔

[۱۰] بدنی عبادات اور جسمانی ریاضتوں پر آپ کی شریعت کا مشتمل ہونا۔

[۱۱] حد زنا کا اثبات۔

[۱۲] حدود، تعزیرات اور قصاص کی مشروعیت۔

[۱۳] حدود و قصاص کی تنفیذ پر آپ کی قدرت۔

[۱۴] سود کی حرمت

[۱۵] غیر اللہ کے پجاریوں پر اظہار نکیر کا حکم۔

[۱۶] توحید خالص کی اقامت کا حکم۔

[۱۷] بستر پر آپ کی موت۔

[۱۸] موسیٰ علیہ السلام کی طرح آپ کا مدفون ہونا۔

[۱۹] حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جس طرح احکام عشرہ دیا گیا اسی طرح محمد عربی ﷺ کو بھی سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ انعام میں دس بیش قیمت وصیتوں سے نوازا گیا۔

[۲۰] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جس طرح اپنے کافر دشمنوں کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کی اسی طرح حضرت محمد ﷺ کو بھی اپنے کافر دشمنوں کے خوف سے اپنے وطن سے ہجرت کرنی پڑی۔

[۲۱] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی ہجرت کرکے شہر یثرب میں، جس کو اب مدینہ کہتے ہیں اور جو یثرون بانی شہر کے نام پر کہلاتا تھا پناہ لی اسی طرح حضرت محمد ﷺ نے بھی اپنے وطن مکہ سے ہجرت کرکے اسی شہر مدینہ میں پناہ لی۔

[۲۲] حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی متفرق اور پامال قوم کو مصر سے نکال کر یکجا جمع کیا۔ حضرت محمد ﷺ نے بھی تمام متفرق اور مختلف عرب کی قوموں کو جو آپس میں نہایت دشمن اور کینہ ور تھیں جن کے باہم ہر سال خون کے نالے بہتے تھے اکٹھا کر دیا بلکہ یک دل و یک جان کر دیا۔

مختصراً یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور محمد عربی ﷺ میں متعدد وجوہ سے مماثلت پائی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں ہے:

''انا أرسلنا اليكم رسولاً شاهداً عليكم كما أرسلنا الى فرعون رسولاً''
(المزمل ۱۵)

آپ ﷺ بنی اسرائیل کے بھائیوں میں سے تھے کیونکہ آپ بنی اسماعیل کی نسل و ذریت میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب نازل فرمائی۔ آپ ناخواندہ تھے اللہ تعالیٰ نے اپنا کلام آپ کے منہ میں رکھا چنانچہ آپ وحی کے ذریعہ بولنے لگے۔ سورۃ النجم میں ہے: ''وما ينطق عن الهوى ان هو الا وحي يوحى'' (۳-۴)

آپؐ جہاد پر مامور تھے۔ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قریش کے متکبر سرداروں، کسریٰ کے بادشاہوں اور قیصر کے فرمارواؤں سے بدلہ لیا اور آپ کا ظہور بھی نزول مسیح سے پہلے ہوا ہے۔

☆ دوسری بشارت:

''انھوں نے اس چیز کے ذریعہ جو خدا نہیں مجھے غیرت اور اپنی باطل باتوں سے مجھے غصہ

دلایا۔ سو میں بھی ان کے ذریعہ سے جو کوئی امت نہیں ان کو غیرت اور ایک نادان قوم (جاہل قوم) کے ذریعہ سے انہیں غصہ دلاؤں گا۔'' (استثنا باب ۲۱/۳۲)

جاہل اور نادان قوم سے عرب مراد ہیں جو گمراہی اور تاریکیوں کی انتہا پر تھے۔ نہ تو وہ کتاب و شریعت سے آشنا تھے اور نہ تہذیب و تمدن سے۔ بتوں کی پوجا کے علاوہ وہ کچھ نہیں جانتے تھے۔ اور ہاجرہ علیہا السلام (جو باندی تھیں) کی اولاد ہونے کی وجہ سے یہودیوں کے یہاں بڑی حقارت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔

توریت کی مذکورہ بالا آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ بنی اسرائیل نے معبودان باطل کی بندگی کرکے مجھے غیرت دلائی ہے تو میں انہیں، ان لوگوں کو منصب امامت پر فائز کرکے غیرت دلاؤں گا جو ان کے نزدیک کتاب و شریعت سے ناآشنا اور حقیر ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے یہ وعدہ پورا فرمایا اور عربوں میں سے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرما کر انہیں سیدھے راستے کی رہنمائی فرمائی۔

سورۃ الجمعہ میں ہے: ''هو الذي بعث في الأميين رسولا منهم يتلو عليهم آياته و يزكيهم و يعلمهم الكتاب و الحكمة و ان كانوا من قبل لفي ضلال مبين'' (الجمعہ: ۲)

''وہ خدا ہی ہے جس نے کتاب و شریعت سے ناآشنا لوگوں کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیجا جو ان کے سامنے اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ یقیناً یہ لوگ اس سے پہلے کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا تھے۔''

جاہل قوم سے یونانی مراد نہیں جیسا کہ پولس رسول کے رومیوں کے نام خط کی بعض آیات سے مترشح ہوتا ہے کیونکہ یونانی عیسیٰ کے ظہور سے تین صدیوں قبل مختلف علوم و فنون میں پورے عالم پر فائق تھے۔ اور جملہ مشہور علماء جیسے سقراط، بقراط، فیثاغورث، افلاطون، ارسطو، اقلیدس، جالینوس، ارشمیدس، بطلیموس وغیرہ جو ریاضی اور طبعی علوم کے امام تھے یہ سب ظہور عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں۔ اور یونانی عہد عیسیٰ میں مختلف علوم و فنون میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور توریت اور عہد نامہ عتیق کے قصوں سے واقف تھے کیونکہ عہد نامہ قدیم کا ترجمہ سبعونیہ نے یونانی زبان میں ۲۸۶ ق م ہی میں کر دیا تھا۔

☆☆☆☆☆

بحث و نظر

مستشرقین کے نزدیک سنت کا مفہوم

ڈاکٹر محمد مصطفیٰ اعظمی

شاخت اپنی کتاب "The Origins of Muhammadan Jurisprudence" میں لکھتے ہیں۔ "فقہ اسلامی میں سنت کے معنی نبی اکرم ﷺ کے مثالی افعال کے آتے ہیں" اور امام شافعیؒ نے بھی سنت کو اسی مفہوم میں استعمال کیا ہے۔ اس لفظ کے استعمالات کا باریک بینی سے جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ سنت کے اصلی معنی "سابقہ نظائر اور منہج حیات" کے آتے ہیں۔

گولڈزیہر کے نزدیک یہ لفظ اصلاً ایک مشرکانہ اصطلاح تھی جسے بعد میں اسلام نے اپنایا اور مارغولیوث کے نزدیک تشریع کے مصدر کی حیثیت سے سنت ابتدائی عہد میں معروف تھی بعد کے ادوار میں یہ لفظ صرف افعال نبی ﷺ کے لئے مخصوص ہو گیا۔ (The Origins 58)

ان تمام اقوال کی روشنی میں شاخت کا یہ خیال بنتا ہے کہ عصر اول میں مسلمانوں کے یہاں یہ لفظ "سماج میں رائج طریقہ" یا "مجمع علیہ طریقہ و معاملہ" کے لئے استعمال ہوتا رہا ہے۔

اہل علم سے یہ بات مخفی نہیں ہے کہ سنت کے اصل لغوی معنی راستہ، سیرت و شریعت اور طریقہ حیات کے آتے ہیں۔ اور ان معانی میں یہ لفظ قرآن، احادیث اور اشعار و قصائد عرب میں بار بار آیا ہے۔ اس لئے گولڈزیہر کا یہ خیال کہ یہ ایک مشرکانہ اصطلاح تھی جسے اسلام نے اپنایا، بے بنیاد اور بے اصل ہے۔ اور معروف و منصوص دلائل کے خلاف ہے۔ پھر اہل جاہلیت یا مشرکین کے کسی کلمہ کو اس کے لغوی مفہوم میں استعمال کرنے سے وہ لفظ کسی مخصوص مشرکانہ اصطلاح میں کیونکر تبدیل ہو جائے گا۔ اور خصوصاً اس صورت میں جب کوئی کلمہ اپنے جملہ لغوی معانی میں استعمال ہوتا چلا آرہا ہو۔ اور اگر مجرد کسی لفظ کو اس کے حقیقی لغوی مفہوم میں استعمال کرنے سے وہ مخصوص مصطلح میں تبدیل ہو جائے تب تو پوری

عربی زبان ہی مشرکانہ مصطلحات میں تبدیل ہو جائے گی۔ اور کیا کوئی عاقل یہ بات کہہ سکتا ہے۔

مارغولیوث (Margoliouth) کے نزدیک سنت کے معانی:

مارغولیوث کے نزدیک سنت کے درج ذیل معانی آتے ہیں:

۱۔ بدعت کے برخلاف معروف عمل اور اس کے لئے اس نے متعدد دلائل سے استدلال کیا ہے۔

[الف] ۳۴ھ میں حضرت علی و عثمانؓ کے درمیان واقع اس گفتگو سے:

"پس انہوں نے معلوم و معروف سنت کو قائم فرمایا اور متروک بدعت کو مٹایا"

(تاریخ الطبری ۲۹۳۷/۱)

[ب] حضرت علیؓ کے خلاف ۳۶ھ میں طلحہؓ کے اس جملہ سے:

"یہ معاملہ آج سے پہلے پیش نہ آیا تھا کہ اس سلسلے میں قرآن مجید نازل ہوتا یا نبی اکرم ﷺ کا کوئی معروف طریقہ ہوتا" (الطبری ۳۱۶۹/۱)

۲۔ قدیم عمل (Past Practice)

۳۔ برے عمل کے بالمقابل نیک عمل (Good Practice opposite to bad practice)

اس کی دلیل حضرت عثمانؓ کا ۳۵ھ میں اہل مکہ سے خطاب کا یہ جملہ ہے:

"اور وہ بہترین طریقہ جسے نبی اکرم ﷺ اور آپ کے بعد دونوں خلفاء نے اختیار کیا"

(طبری ۳۰۴۴/۱)

۴۔ بدنظمی و انتشار کے بالمقابل نظام کے معنی میں بھی یہ لفظ استعمال ہوتا ہے۔ طبری میں ہے

"یأمر الناس بالسنة و ینهی عن الفتنة" (طبری ۳۵۵/۲)

وہ لوگوں کو سنت پر قائم رہنے کا حکم دیتے اور انتشار و فتنہ میں کودنے سے منع فرماتے۔

۵۔ مطلقاً عمل کے معنی میں (Practice without further definition)

حضرت علیؓ نے خریت سے تحکیم کے معاملہ میں اختلاف کرنے کی بنا پر فرمایا:

"هلم اُدارسك الكتاب و أناظرك في السنن" (طبری ۳۳۱۹/۱)

آؤ میں تمہیں کتاب الٰہی کا سبق پڑھاؤں اور سنتوں کے بارے میں مناظرہ کروں۔

مہلب نے اپنے بیٹوں کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: "علیکم بقراءۃ القرآن و تعلیم السنن و آداب الصالحین" (طبری ۲/۱۱۸۳) تمہاری ذمہ داری بنتی ہے کہ قرآن مجید اور سنتوں اور نیک لوگوں کے آداب کو سیکھو۔

۶۔ کبھی کبھی یہ لفظ مختلف جہتوں و سمتوں اور اشخاص کی جانب بھی منسوب کیا جاتا ہے۔ مثلاً:
"سنة الله في عام ۳۸ھ" (طبری ۱/۳۳۴۷، ۱/۳۱۳۲: ۱/۳۹۲۹)

۷۔ عمل نبیؐ اور آپ کے دونوں خلفاء کا طریقہ۔

۸۔ نبی اکرم ﷺ کے عمل سے پرے طریقہ. (Something over and above than the practice of the Prophet)

زید بن علی ۱۲۲ھ میں کہتے ہیں: "انما ندعوكم لكتاب الله و سنة نبيه ﷺ والى السنن أن تحياو الى البدع أن تطفأ" (طبری ۲/۱۷۰۰)

ہم آپ لوگوں کو کتاب الٰہی اور سنت نبوی کی جانب بلاتے ہیں نیز اس امر کی جانب کہ سنتوں کو فروغ دیا جائے اور بدعتوں کو مٹایا جائے۔

۹۔ سنت بمعنی محمد ﷺ اس طور سے کہ آپ نے لوگوں کو عمل کی جانب رہنمائی فرمائی۔

(Muhammad taught them practice)

۱۰۔ اس عمل کے معنی میں جس پر قرآن مشتمل ہے۔ (Practice are said to be contained in the Quran)

ان معانی و راس کے لئے مذکورہ بالا نصوص کو ذکر کرنے کے بعد مارگولیوث لکھتے ہیں کہ لفظ سنت مختلف معانی میں استعمال ہوتا رہا ہے اور عصر اول میں یہ لفظ کسی معین یا محدود مفہوم میں استعمال نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کے معنی سماج میں رائج و معروف طور طریقے (Merely what was customry) کے تھے۔ اقتدار وقت کی تائید و مدد سے لفظ سنت اپنے جملہ استعمالات، معانی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کی سنت کی حیثیت سے مشہور و رائج ہو گیا۔

مارگولیوث کا یہ استدلال درست نہیں ہے۔ مذکورہ بالا نصوص کسی بھی پہلو سے اس کی تائید نہیں کرتے۔ پھر بحث و تحقیق کے اصولوں کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی امر کے سلسلے میں وارد جملہ نصوص کو

سامنے رکھ کر تاویل و تشریح کی جائے تاکہ انسان کے اپنے استدلال میں اختلاط و تناقض کا وقوع نہ ہو۔

اور بفرض محال اگر یہ بات تسلیم بھی کر لی جائے کہ آغاز اسلام میں لفظ سنت معاشرے میں رائج و معروف طریقہ کے لئے بھی استعمال ہوتا تھا تو ظاہر ہے کہ اس لفظ کا یہ مفہوم انہیں مقامات پر لیا جا سکتا ہے جہاں سنت کی اضافت "مسلمانوں" یا معاشرہ کی جانب کی گئی ہے۔ اور پھر اس مفہوم کو لینے کے باوجود اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ سماج و عرف میں رائج امور بعد میں احادیث نبوی کے نام سے مشہور ہو گئے۔ پھر یہ پوری بحث لفظ سنت کے گرد گھومتی ہے۔ رہی نبی اکرم ﷺ کے اقتداء و اطاعت تو وہ نص قرآنی سے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اور اطاعت کا یہی وجوب ہی اصل ہے اور اسی سے سنت کو قانون و تشریع کا دوسرا مصدر ہونے کا حق حاصل ہے۔ سنت کے قانون کے اہم مصدر ہونے کے لئے اس کے لغوی مفہوم کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔

لہذا مستشرقین کے ان اقوال کی کوئی اہمیت نہیں ہے کیونکہ ان کی تفاسیر و آراء معقول دلائل سے عاری ہیں اور قطعی نصوص سے متعارض ہیں۔ شاخت اور مارگولیوث کا یہ خیال کہ سنت "عرف" یا "معاشرے میں رائج امور" کو کہتے ہیں، خیالی اور بے بنیاد ہے۔ اور ابن عمر کا یہ جملہ اس معاملے میں قول فیصل ہے کہ:

"ان رسول الله ﷺ أحق أن تتبعوا سنته أم سنة عمر"

نبی کریم ﷺ زیادہ حقدار ہیں کہ آپ کے اسوہ و طریقے کی تم لوگ پیروی کرو یا طریقہ عمر۔

مذکورہ بالا نص میں دو مختلف قضیوں کے درمیان مغایرت قائم کی گئی ہے۔ اور تعارض کی صورت میں پہلے قضیہ (سنت نبوی) کو اتباع کا حق دیا گیا ہے اور دوسرے کے قابل اتباع ہونے کی نفی کی گئی ہے۔ اور اگر معاشرے میں رائج عرف یا تقالید ہی سنت ہوتی تو پھر ہم ابن عمر کے اس قول کی تفہیم کیسے اور کیوں کر کریں گے۔

مختصراً یہ کہ سنت کے لغوی معنی طریقہ، عادت اور سیرت کے آتے ہیں خواہ وہ اچھا ہو یا برا اور اسلام نے اس لفظ کو اس کے لغوی مفہوم میں استعمال کیا ہے اور پھر اسے اسوہ نبوی کے لئے مخصوص کر دیا۔ اور اس لفظ کا قدیم لغوی معنی میں استعمال بہت ہی محدود پیمانے پر باقی رہا۔ ☆☆☆☆☆

مذاہب عالم

توریت کا تعارف

(۷)

انیس احمد مدنی

پاکی اور طہارت کے احکام

قرآن مجید — توریت

موجبات غسل احتلام اور انزال منی ہے

"انّ أم سلیم قالت لرسول اللہ ﷺ المرأۃ تری في المنام ما یری الرجل أ تغسل فقال لھا رسول اللہ ﷺ نعم، فلتغتسل" (موطا حدیث رقم ۸۵)

ام سلیمؓ نے آپؐ سے سوال کیا: عورت اگر خواب میں وہ چیز دیکھے جو مرد دیکھتا ہے تو کیا وہ غسل کرے گی؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں غسل کرے۔

"الماء من الماء" انزال منی کی صورت میں غسل واجب ہے۔ (مسلم)

اور اگر کسی مرد کی دھات بہتی ہو تو وہ پانی میں نہائے اور شام تک ناپاک رہے۔ (احبار ۱۶/۱۵)

اور وہ عورت بھی جس کے ساتھ مرد صحبت کرے اور منزل ہو تو وہ دونوں پانی سے غسل کریں اور شام تک ناپاک رہیں۔ (احبار ۱۸/۱۵)

اسلام میں جنابت اور احتلام سے پاکی کا حصول انتہائی آسان ہے۔ صرف غسل ہی پاکی کے لئے شرط ہے جبکہ یہودیت میں غسل کے ساتھ ساتھ سوختنی قربانی بھی لازم ہے۔ اور جنبی غسل کے بعد بھی شام تک ناپاک رہتا ہے۔

دھات اور جریان کا مریض اسلام میں معذور ہے۔ اس کی طہارت کے لئے اسلام نے صرف ہر نماز سے پہلے وضو کو واجب قرار دیا ہے۔ جبکہ یہودیت اسے اور اس کے پورے وجود کو ناپاک مانتی ہے حتیٰ کہ اگر کوئی ایسے شخص کو چھوے تو بھی وہ ناپاک اور جن چیزوں کو وہ چھودے وہ بھی ناپاک ہو جاتی ہیں۔ نیز اس مرض سے شفا پانے کے بعد بھی وہ سات دن تک ناپاک رہے گا اور پھر پاکی کے حصول کے لئے غسل کرنے کے ساتھ ساتھ اسے دو قمریاں یا کبوتر کے دو بچے خطا اور سوختنی کی قربانی کے لئے کاہن کے حوالہ کرنا ضروری ہے۔ (دیکھئے احبار باب ۱۵)

حیض اور نفاس کی ناپاکی

حالت حیض میں عورت سے مباشرت کرنا حرام ہے

ویسئلونک عن المحیض قل ھو أذی فاعتزلوا النساء في المحیض۔ (سورۃ البقرۃ:۲۲۲)

اور وہ تم سے حیض کے متعلق سوال کرتے ہیں۔ کہہ دو یہ ناپاکی ہے تو عورتوں سے حیض کے دنوں میں الگ رہو۔

اور تو عورت کے پاس جب تک وہ حیض کے سبب ناپاک ہے اس کے بدن کو بے پردہ کرنے کے لئے نہ جانا۔ (احبار ۲۰/۱۸)

حیض کے ایام

حیض کی اقل مدت امام شافعیؒ کے نزدیک ایک دن اور زیادہ سے زیادہ پندرہ دن تک ہے۔ اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک اقل مدت تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس روز تک ہو سکتا ہے۔

اگر کسی عورت کو ایسا جریان ہو کہ اسے حیض کا خون آئے تو وہ سات دن تک ناپاک رہے گی۔ (احبار ۱۹/۱۵)

حائضہ عورت کو چھونا

اے مسلمانو! تم ہم بستری کے علاوہ ہر قسم کا

اور جو کوئی حائضہ عورت کو چھوئے وہ شام

فعل عورت کے ساتھ کر سکتے ہو۔ (مسلم)

تک ناپاک رہے گا اور جس چیز پر وہ سوئے وہ چیز ناپاک ہو جائے گی۔ اور جو کوئی اس کے بستر کو چھوئے وہ اپنے کپڑے دھوئے اور پانی سے غسل کرے اور شام تک ناپاک رہے۔ (احبار ۱۵/۲۰-۲۲)

اسلام کی رو سے مسلمانوں کے لئے حائضہ عورت کے ساتھ بیٹھنا، لیٹنا، کھانا اور پینا سب جائز ہے۔ صرف تعلق زن و شوہر سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔ یہ چھوت چھات کی بیماری تو دو یہود کے ہاں ہے۔ مسلمانوں کے یہاں اس کی کوئی اہمیت نہیں۔

حیض سے پاکی کا طریقہ

اسلام میں خون کے رک جانے کے بعد صرف غسل طہارت کے لئے کافی ہے۔
(دیکھئے بخاری وابوداود)

اور جب وہ جریان سے شفا پا جائے تو سات دن گنے تب اس کے بعد وہ پاک ٹھہرے گی اور آٹھویں دن وہ دو قمریاں یا کبوتر کے دو بچے لے کر ان کو خیمہ اجتماع کے دروازہ پر کاہن کے پاس لائے۔ کاہن اس کے ناپاک خون کے جریان کے لئے خداوند کے حضور اس کی طرف سے کفارہ دے۔
(احبار ۱۵/۲۸-۳۰)

ناظرین ملاحظہ فرمائیں پاکی کے حصول کے لئے اتنی کڑی شرطیں اور پھر دم حیض کا جاری ہونا تو ایک فطری امر ہے۔ اس کا خروج عورت کو حاملہ ہونے کے لائق بناتا ہے۔ تو آخر اس میں عورت کا کیا قصور ہے کہ وہ خطا کی قربانی کے لئے کبوتر کا بچہ کاہن کے حوالے کرے۔ کیا یہ صنف نازک پر ظلم اور بے جا تشدد میں سے نہیں ہے؟

دم استحاضہ

اسلامی شریعت میں دم استحاضہ سے پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس کے اختتام پر غسل کر لیا جائے اور جب تک وہ جاری رہتا ہے ہر نماز کے لئے وضو کر لیا جائے۔ بخاری میں ہے: "و توضئي لكل صلوة" پھر ہر نماز کے لئے از سر نو وضو کر لیا کرو۔

یہودیت میں یہ خون بھی حیض کے مانند ہے۔ اور اگر کسی عورت کو ایام حیض کو چھوڑ کر یوں بہت دنوں تک خون آئے یا حیض کی مدت گزر جانے پر بھی خون جاری رہے تو جب تک اس کو یہ میلا خون آتا رہے گا تب تک وہ ایسی ہی رہے گی جیسی حیض کے دنوں میں رہتی ہے۔ وہ ناپاک ہے۔
(احبار ۱۵/۲۵)

غور کیجئے مستحاضہ عورت اگر ناپاک ہے تو نہ تو وہ اپنے شوہر کے لئے کھانا بنا سکتی ہے اور نہ ہی اس کا شوہر اس سے تعلق قائم رکھ سکتا ہے۔ کیا یہ بے جا سختی نہیں ہے۔

دم نفاس کی مدت

كانت النفساء تقعد على عهد النبي ﷺ بعد نفاسها أربعين يوماً.
(ابوداود)

حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ عہد رسالت مآب ﷺ میں عورتیں بچے کی ولادت کے بعد چالیس روز تک ناپاک بیٹھی رہتی تھیں۔

نفاس کے ایام اگر لڑکا ہو تو ۴۰ دن اور اگر لڑکی ہو تو ۸۰ دن۔ (احبار ۱۲/۱-۶)

دم نفاس سے پاکی کا طریقہ

دم نفاس کی ناپاکی سے پاکی کے لئے صرف غسل کرنا کافی ہے۔

غسل کے ساتھ ساتھ وہ سوختنی قربانی کے لئے یکسالہ برہ اور خطا کی قربانی کے لئے

کبوتر کا ایک بچہ یا ایک قمری کاہن کے
پاس لائے اور کاہن اسے خداوند کے حضور
گزرانے اور اس کے لئے کفارہ دے تب
وہ اپنے جریان خون سے پاک ٹھہرے گی۔
(احبار ۱۲/۷)

لڑکی اور لڑکے کی پیدائش کے بعد عورت کے جاری ہونے والے دم نفاس اور نجاست کے ایام میں یہ تفریق غیر معقول ہے۔ "للذکر مثل حظ الأنثیین" پر تنقید کرنے والے کہاں گئے۔ ظاہر ہے کہ دوسروں کی آنکھ کا تنکا ڈھونڈنے والوں کو اپنی آنکھ میں گھسی شہتیر کہاں سے نظر آئے گی۔ پھر دم نفاس کا جریان تو ایک فطری اور طبعی امر ہے تو اس میں غلطی اور خطا کے صدور کی بات کرنا اور عورت پر جریان خون سے پاک ٹھہرنے کے لئے خداوند کے حضور خطا کی قربانی گزرانے کو واجب ٹھہرانا کیا صنف نازک پر ظلم نہیں؟ کیا شاخت، گولڈ زیہر اور مارغولیوث اس کا کوئی جواب دیں گے؟

﴿ معاملات ﴾

سود کی حرمت

أحل الله البیع و حرم الربا
(سورۃ البقرۃ: ۲۷۵)
اللہ نے بیع کو حلال ٹھہرایا اور سود کو حرام

اور اگر تیرا کوئی بھائی مفلس ہو جائے اور وہ
تیرے سامنے تنگ دست ہو تو اس سے سود یا
نفع مت لینا بلکہ اپنے خدا کا خوف رکھنا
تاکہ تیرا بھائی تیرے ساتھ زندگی بسر
کر سکے۔ تو اپنا روپیہ اسے سود پر مت دینا۔
(احبار ۲۵/۳۶-۳۷)

سود کی یہ حرمت تالمود کے مطابق صرف یہودیوں کے ساتھ خاص ہے۔ غیر یہودی اقوام کو دھوکہ دینا اور سود در سود کے ذریعہ اس کے مال کو لینا جائز و درست ہے۔ (دیکھئے: الکنز المرصود فی قواعد التلمود ۷۵-۷۶)

رہن کی مشروعیت

و ان کنتم علی سفر و لم تجدوا
کاتباً فرهان مقبوضة
(سورۃ البقرۃ: ۲۸۳)
اور اگر تم سفر میں ہو اور کاتب نہ مل سکے تو
رہن قبضہ میں کرا دو۔

جب تو اپنے بھائی کو کچھ قرض دے تو گروی
چیز لینے کو اس کے گھر میں نہ گھسنا تو باہر ہی
کھڑے رہنا اور وہ شخص جسے تو قرض دے تو
خود گروی چیز باہر تیرے پاس لائے۔
(استثناء ۲۴/۱۰)

﴿ حرام و حلال اشیاء کا بیان ﴾

خون کی حرمت

حرمت علیکم المیتة و الدم
(سورۃ المائدۃ: ۳)
تم پر مردار اور خون حرام کیا گیا۔

یہ تمہاری سب سکونت گاہوں میں نسل در
نسل ایک دائمی قانون رہے گا کہ تم چربی یا
خون مطلق نہ کھاؤ۔ (احبار: ۳/۱۷)

مردار کی حرمت

حرمت علیکم المیتة
(سورۃ المائدۃ: ۳)
تم پر مردار حرام کیا گیا۔

اور جن جانوروں کو تم کھا سکتے ہو اگر ان میں
سے کوئی مر جائے تو جو کوئی اس کی لاش کو
چھوئے وہ شام تک ناپاک رہے گا۔
(احبار: ۱۱/۳۹)

مردار کے کھانے کی حرمت کی وجہ اس کے پورے بدن میں خون کا منجمد ہو جانا ہے جس کی صفائی بے حد مشکل ہے۔ لیکن آخر مردار کی لاش کو چھونے سے بھی انسان ناپاک کیوں ہو جائے گا۔ کیا اس کی کوئی معقول توجیہ یہودی ربی پیش کر سکتے ہیں۔

حلال جانوروں کا بیان

و أحلت لکم الأنعام الا ما یتلیٰ

جانوروں میں جن کے پاؤں الگ اور

علیکم۔ (سورۃ الحج: ۳۰)
اور تمہارے لئے چوپائے حلال ٹھہرائے گئے ہیں بجز ان کے جو تمہیں پڑھ کر سنا دیے گئے ہیں۔

چرتے ہوتے ہیں اور وہ جگالی کرتے ہیں تم ان کو کھاؤ۔ (احبار: ۱۱/۳)

مویشیوں میں سے صرف اونٹ یہودی شریعت میں حرام ہے جس کی حرمت کی وجہ یعقوبؑ کا بیماری یا طبعی کراہیت کی بنا پر اونٹ کے گوشت سے احتراز تھا۔ بعد میں یہودیوں نے خود سے اس کو اپنے اوپر حرام کرلیا اور اس کے حرام کئے جانے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی جانب کردی۔ احبار میں ہے: ''تم ان جانوروں کو نہ کھانا یعنی اونٹ کیونکہ وہ جگالی کرتا ہے پر اس کے پاؤں الگ نہیں سو وہ تمہارے لئے ناپاک ہے۔ (احبار: ۱۱/۵) اسی پر تنقید کرتے ہوئے قرآن میں آیا ہے ''ومن الأبل اثنين'' (سورۃ الانعام: ۱۴۴) اسی طرح اونٹوں میں سے نر و مادہ (حلال ہیں) پوچھو کیا ان دونوں کے نروں کو (اللہ تعالیٰ نے) حرام ٹھہرایا ہے یا ان کی مادؤں کو۔

سمندری جانوروں کا بیان

''هو الطهور ماءه والحل ميتته''
سمندر کا پانی پاک اور اس کا مردار حلال ہے۔

جو جانور پانی میں رہتے ہیں ان میں سے تم ان کو کھانا یعنی سمندروں اور دریاؤں وغیرہ کے جانوروں میں جن کے پر اور چھلکے ہوں تم انہیں کھاؤ۔ (احبار: ۱۱/۹)

﴿ حدود و تعزیرات ﴾

قصاص کی مشروعیت

يا أيها الذين آمنوا كتب عليكم القصاص في القتلى۔
(البقرة: ۱۷۸)
اے ایمان والو تم پر مقتولوں کا قصاص لینا فرض ٹھہرایا گیا ہے۔

تم قاتل سے دیت مت لو بلکہ ضرور قتل کرو۔ (گنتی: ۳۵/۳۰)

یہودیت میں قتل عمد کی صورت میں خون کا بدلہ صرف خون ہے۔ دیت لینے کی اجازت نہیں ہے۔ جبکہ اسلام میں دیت لینے اور معاف کر دینے کا حق بھی مقتول کے ورثہ کو حاصل ہے۔ اور یہی قانون فطرت کے عین مطابق ہے۔

ذات باری کو گالی دینا اور کفر اختیار کرنا

''من بدل دينه فاقتلوه''
جو اپنا دین (اسلام) بدل دے اسے قتل کردو۔

جو خداوند کے نام پر کفر بکے ضرور جان سے مارا جائے۔ ساری جماعت اسے قطعی سنگسار کرے۔ (احبار: ۲۴/۱۶)

جمعہ (سبت) کی بے حرمتی

لوگ جمعہ کی نماز چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر لگا دے گا پھر وہ لازماً غافل لوگوں میں شمار ہوں گے۔ (مسلم)

سبت کی بے حرمتی یہودیت میں موجب قتل ہے۔ موسیٰؑ کے عہد میں ایک شخص لکڑیاں جمع کرتا ہوا ملا تو اسے موسیٰؑ نے حکم خداوندی کے مطابق لشکرگاہ کے باہر لے جا کر سنگسار کیا اور وہ مر گیا۔
(دیکھئے گنتی ۱۵/۳۲-۳۶)

قارئین غور فرمائیں سبت کے دن محض لکڑیوں کے چننے پر رجم کی سزا کیا قرون مظلمہ کی وحشت و بربریت کی یاد نہیں دلاتی۔ اللہ اللہ یہ سنگدلی اسلام نے جمعہ چھوڑنے والے پر صرف ''ختم قلوب'' کی سزا دی ہے۔

جادوگری کی سزا رجم

بعض فقہاء نے جادوگری کی سزا قتل رکھی ہے۔

وہ مرد یا عورت جس میں جن ہو یا وہ جادوگر ہو تو وہ ضرور جان سے مارا جائے ایسوں کو لوگ سنگسار کریں۔ ان کا خون ان ہی کی

گردن پر ہوگا۔ (احبار: ۲۰/۲۷)

لعان کا طریقہ

اور جو لوگ اپنی بیویوں پر الزام لگائیں اور ان کے پاس خود ان کے اپنے سوا دوسرے کوئی گواہ نہ ہوں تو ان میں سے ایک شخص کی شہادت یہ ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر گواہی دے کہ وہ اپنے الزام میں سچا ہے۔ اور پانچویں بار کہے کہ اس پر اللہ کی لعنت ہو اگر وہ اپنے الزام میں جھوٹا ہو۔ اور عورت سے سزا اسی طرح ٹل سکتی ہے کہ وہ چار مرتبہ اللہ کی قسم کھا کر شہادت دے کہ یہ شخص اپنے الزام میں جھوٹا ہے اور پانچویں مرتبہ کہے کہ اس بندی پر اللہ کا غضب ٹوٹے اگر وہ اپنے الزام میں سچا ہو۔

(سورۃ النور: ۶-۹)

اس عمل کے مکمل ہونے کے بعد عورت اور مرد دونوں کسی سزا کے مستحق نہیں رہتے۔ لعان کے بعد بعض فقہاء کے نزدیک فرقت خود بخود واقع ہو جاتی ہے جبکہ بعض کے یہاں عدالت کے تفریق کرانے سے واقع ہوتی ہے۔ اور پھر وہ دونوں ہمیشہ ہمیش کے لئے ایک دوسرے کے لئے حرام ہو جاتے ہیں۔

اور خداوند نے موسیٰ سے کہا کہ بنی اسرائیل سے کہہ کہ اگر کسی کی بیوی گمراہ ہو کر اس سے بے وفائی کرے اور کوئی دوسرا آدمی اس عورت کے ساتھ مباشرت کرے اور اس کے شوہر کو معلوم نہ ہو بلکہ یہ اس سے پوشیدہ رہے اور وہ ناپاک ہو گئی پر نہ تو کوئی شاہد ہو اور نہ وہ عین فعل کے وقت پکڑی گئی ہو اور اس کے شوہر کے دل میں غیرت آئے اور وہ اپنی بیوی سے غیرت کھانے لگے حالانکہ وہ ناپاک ہو گئی ہو... یا ناپاک نہیں ہوئی تو وہ شخص اپنی بیوی کو کاہن کے پاس حاضر کرے اور اس عورت کے چڑھاوے کے لئے ایفہ کے دسویں حصہ کے برابر جو کا آٹا لائے پر اس پر نہ تیل ڈالے نہ لبان رکھے کیونکہ یہ نذر کی قربانی غیرت کی ہے۔ یعنی یہ یادگاری کی نذر کی قربانی ہے جس سے گناہ یاد دلایا جاتا ہے۔ تب کاہن اس عورت کو نزدیک لا کر خداوند کے حضور کھڑی کرے۔ اور کاہن مٹی کے ایک باسن میں مقدس پانی لے اور مسکن کے فرش کی گرد لیکر

اس پانی میں ڈالے۔ پھر کاہن اس عورت کو خداوند کے حضور کھڑی کر کے اس کے سر کے بال کھلوا دے۔ اور یادگاری کی نذر کی قربانی کو جو غیرت کی نذر کی قربانی ہے اس کے ہاتھوں پر دھرے اور کاہن اپنے ہاتھ میں اس کڑوے پانی کو لے جو لعنت کو لاتا ہے۔ پھر کاہن اس عورت کو قسم کھلا کر کہے کہ اگر کسی شخص نے تجھ سے صحبت نہیں کی ہے اور تو اپنے شوہر کی ہوتی ہوئی ناپاکی کی طرف مائل نہیں ہوئی تو تو اس کڑوے پانی کی تاثیر سے جو لعنت لاتا ہے بچی رہ۔ لیکن اگر تو اپنے شوہر کی ہوتی ہوئی گمراہ ہو کر ناپاک ہو گئی ہے اور تیرے شوہر کے سوا کسی دوسرے شخص نے تجھ سے صحبت کی ہے تو کاہن اس عورت کو لعنت کی قسم کھلا کر اس سے کہے کہ خداوند تجھے تیری قوم میں ران کو سڑا کر اور تیرے پیٹ کو پھلا کر لعنت اور پھٹکار کا نشانہ بنائے۔ اور یہ پانی جو لعنت لاتا ہے تیری انتڑیوں میں جا کر تیرے پیٹ کو پھلائے اور تیری ران کو سڑائے اور عورت آمین آمین کہے۔ پھر کاہن ان لعنتوں کو کسی کتاب میں لکھ کر ان کو اسی

کڑوے پانی میں دھو ڈالے۔ اور وہ کڑوا پانی جو لعنت کو لاتا ہے اس عورت کو پلائے اور وہ پانی جو لعنت کو لاتا ہے اس عورت کے پیٹ میں جا کر کڑوا ہو جائے گا۔ اور کاہن اس عورت کے ہاتھ سے غیرت کی نذر کی قربانی کو لیکر خداوند کے حضور اس کو ہلائے اور اسے مذبح کے پاس لائے۔ پھر کاہن اس نذر کی قربانی میں سے اس کی یادگاری کے طور پر ایک مٹھی لیکر اسے مذبح پر جلائے بعد اس کے وہ پانی اس عورت کو پلائے اور جب وہ اسے وہ پانی پلا چکے گا تو ایسا ہوگا کہ اگر وہ ناپاک ہوئی اور شوہر سے بے وفائی کی تو وہ پانی جو لعنت کو لاتا ہے اس کے پیٹ میں جا کر کڑوا ہو جائے گا اور اس کا پیٹ پھول جائے گا اور اس کی ران سڑ جائے گی اور وہ عورت اپنی قوم میں لعنت کا نشانہ بنے گی۔ پر اگر وہ ناپاک نہیں ہوئی بلکہ پاک ہے تو بے الزام ٹھہرے گی اور اس سے اولاد ہوگی۔ (گنتی: باب ۵/۱۱-۳۰)

تعزیر کی حد

حدود اللہ میں سے کسی حد کے سوا دس کوڑوں سے زیادہ سزا نہ دی جائے۔ (متفق علیہ)

اور اگر وہ شریر پٹنے کے لائق نکلے تو قاضی اسے زمین پر لٹوا کر اپنی آنکھوں کے سامنے

اس کی شرارت کے مطابق گن گن کر کوڑے لگائے اس سے زیادہ نہ مارے۔ (استثنا ۲۵/۲-۳)

غلام کی سزا میں تخفیف

پس جب وہ قید نکاح میں آجائیں تو اگر وہ بدکاری کی مرتکب ہوں تو آزاد عورتوں کے لئے جو سزا ہے اس کی نصف سزا ان پر ہے۔ (سورۃ النساء /۲۵)

اگر کوئی ایسی عورت سے صحبت کرے جو لونڈی اور کسی شخص کی منگیتر ہو اور نہ تو اس کا فدیہ ہی دیا گیا ہو اور نہ وہ آزاد کی گئی ہو تو ان دونوں کو سزا ملے۔ لیکن وہ جان سے نہ مارے جائیں اس لئے وہ عورت آزاد نہ تھی۔ (احبار: ۱۹/۲۱)

لواطت کی سزا

جس شخص کو تم پاؤ کہ وہ قوم لوط کے فعل کا مرتکب ہوا ہے تو فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کردو۔ (احمد)

اور اگر کوئی مرد سے صحبت کرے جیسے عورت سے کرتے ہیں تو ان دونوں نے نہایت مکروہ کام کیا ہے سو وہ دونوں ضرور جان سے مارے جائیں۔ (احبار ۲۰/۱۳)

جانوروں کے ساتھ زنا کرنے کی سزا

جو جانور سے بدفعلی کرے اسے قتل کردو۔ (احمد)

جو کوئی کسی جانور سے مباشرت کرے وہ قطعی جان سے مارا جائے۔ (خروج: ۲۲/۱۹)

﴿ نکاح کے احکام ﴾

نکاح کا حکم

"فانکحوا ما طاب لکم من النساء"
جو عورتیں تمہیں پسند ہوں ان سے نکاح کرلو

ہر اسرائیلی پر نکاح کرنا فرض ہے۔

مطلقہ عورت سے شادی کاہن نہ کرے

اسلام میں علماء واحبار کے لئے اس طرح کی کوئی ممانعت وارد نہیں ہے۔

اور نہ اس عورت سے بیاہ کریں جسے اس کے شوہر نے طلاق دی ہو کیونکہ کاہن اپنے خدا کے لئے مقدس ہے۔

محرمات ابدیہ کا بیان

تم پر حرام کی گئیں تمہاری مائیں تمہاری بیٹیاں، تمہاری بہنیں ، تمہاری پھوپھیاں، تمہاری خالائیں ، تمہاری بھتیجیاں اور بھانجیاں، تمہاری وہ مائیں جنہوں نے تم کو دودھ پلایا ہو، تمہاری رضاعی بہنیں ، تمہاری ساسیں، تمہاری ربیبائیں جو تمہاری گودوں میں پلیں اور تمہاری مدخولہ بیویوں سے ہوں۔

(سورۃ النساء: ۲۳)

باپ کی بیوی، بیٹے کی بیوی (سورۃ النساء)

ماں ، باپ کی بیوی، بہن (اخیافی ہو یا علاتی) پوتی، نواسی، پھوپھی، خالہ ، چچی۔ بہو، بھاوج (احبار: ۱۸/ ۶-۱۶)

دو بہنوں کو یکجا نکاح میں رکھنا حرام ہے

''و أن تجمعوا بين الأختين'' اور یہ کہ تم دو بہنوں کو بیک وقت جمع کرو۔

تو اپنی سالی سے بیاہ کرکے اسے اپنی بیوی کی سوکن نہ بنانا۔ (احبار: ۱۸/۱۸)

دو قریبی رشتہ دار عورتوں سے یکجا نکاح کرنا حرام ہے

ایک مرد کے نکاح میں پھوپھی اور بھتیجی اور خالہ و بھانجی کو جمع نہ کیا جائے۔

(متفق علیہ)

تو کسی عورت اور اس کی بیٹی دونوں کے بدن کو بے پردہ نہ کرنا اور نہ تو اس عورت کی پوتی یا نواسی سے بیاہ کرکے ان میں سے کسی کے

بدن کو بے پردہ کرنا کیونکہ وہ دونوں اس عورت کی قریبی رشتہ دار ہیں۔ یہ بڑی خباثت ہے۔ (احبار: ۱۸/۱۸)

تعدد ازواج

عورتوں میں سے جو تمہارے لئے جائز ہوں ان میں سے دو دو، تین تین، چار چار تک نکاح کرلو۔ اور اگر ڈر ہو کہ ان کے درمیان عدل نہ کرسکو گے تو ایک ہی پر بس کرو۔ (سورۃ النساء : ۳)

اگر وہ دوسری عورت کرلے تو بھی وہ اس کے کھانے کپڑے اور شادی کے فرض میں قاصر نہ ہو۔ (خروج: ۲۱/ ۱۰)

طلاق کی مشروعیت

اے نبی جب تم عورتوں کو طلاق دو تو ان کی عدت کے حساب سے طلاق دو۔ ان کو ان کے گھروں سے نہ نکالو اور نہ وہ خود ہی نکلیں الا آنکہ وہ کسی کھلی ہوئی بدکاری کی مرتکب ہوں۔ (سورۃ الطلاق: ۱)

اگر کسی نے اپنی بیوی کے اندر کچھ پلید بات پائی تو اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے ہاتھ دے اور اسے اپنے گھر سے باہر کرے۔

(استثنا ۱/۲۴)

مطلقہ عورت سے دوبارہ پہلے شوہر کے لئے نکاح کا حکم

پھر اگر دوبارہ طلاق دینے کے بعد شوہر نے عورت کو تیسری بار طلاق دے دی تو وہ عورت پھر اس کے لئے حلال نہ ہوگی الا یہ کہ اس کا نکاح کسی دوسرے شخص سے ہو اور وہ اسے طلاق دے دے۔

(سورۃ البقرۃ: ۲۳۰)

دوسرا شوہر جس نے اس مطلقہ سے بیاہ کیا ہو مرجائے تو اس کا پہلا شوہر جس نے اسے نکال دیا تھا اس عورت کے ناپاک ہوجانے کے بعد پھر اس سے بیاہ نہ کرے۔

(استثنا ۴/۲۴)

تعارف کتب

اسلامی مصادر کا تعارف

(۹)

ڈاکٹر عبدالوہاب ابراہیم ابوسلیمان

جامعہ ام القریٰ، مکہ مکرمہ

فرقہ معتزلہ کے عقیدہ کے مصادر:

[۱] الانتصار و الرد على ابن الراوندي الملحد، ما قصد به من الكذب على المسلمين و الطعن عليهم. أبو الحسين عبد الرحيم بن محمد بن عثمان الخياط المعتزلي (۳۰۰ھ)

اس کتاب میں مولف نے ابن الراوندی کے شبہات اور افکار و آراء کا جائزہ لیا ہے اور اسلامی عقائد کے تعلق سے عموماً اور معتزلہ کے عقائد پر کیے گئے اعتراضات کا ازالہ فرمایا ہے۔ آپ نے ابن الراوندی کی درج ذیل کتابوں میں اسلامی عقائد پر کیے گئے اعتراضات و شبہات کا اپنی اس کتاب میں جائزہ لیا ہے۔

التعدیل والتجویر ، الزمرد "کتاب الامامۃ" جس میں راوندی نے انصار و مہاجرین پر طعن اور افتراء پردازی کی ہے۔

[۲] المغني في أبواب العدل و التوحيد. قاضی عبدالجبار بن احمد الہمدانی المعتزلی (۴۱۵ھ) علم کلام اور معتزلہ کے عقائد پر مشتمل ایک انسائیکلوپیڈیا ہے۔ بیس اجزاء پر مشتمل ہے۔ جس کے چار اجزاء منظر عام پر آچکے ہیں چھ ابھی تک مفقود ہیں۔ (پہلا، دوسرا، تیسرا، دسواں، اٹھارہواں، انیسواں)

بقیہ شائع شدہ اجزاء درج ذیل مضامین پر مشتمل ہیں:

چوتھا جزء رویت باری، وحدانیت، اللہ تعالیٰ پر حاجت جائز نہیں۔

۵۔ فرقے، اسماء باری

۶۔ تعدیل و تجویر، ارادہ

۷۔ قرآن مجید

۸۔ مخلوق

۹۔ تولید

۱۱۔ آجال (عمریں)، رزق، رویت، مکلف بنانے کے مسائل

۱۲۔ غور و فکر اور معارف عامہ

۱۳۔ لطف و مصائب

۱۴۔ توبہ، استحقاق ذم

۱۵۔ نبوت

۱۶۔ خبر، سابقہ شریعتوں کی منسوخی، نبوت محمدیہ کے دلائل، اعجاز القرآن

۱۷۔ اصول فقہ کے مسائل

۲۰۔ امامت و خلافت کے مسائل

اس کتاب کی اہم ترین خصوصیت، اس کا عقلی اور منطقی دلائل سے بھرپور ہونا ہے۔ اس کا اسلوب بیان آسان اور زبان کے لحاظ سے انتہائی درست ہے۔ البتہ جا بجا کاتبوں کی غلطی کی وجہ سے تصحیف و تحریف پائی جاتی ہے نیز منطق و فلسفہ کی مصطلحات کی بھرمار بھی کتاب کے سادہ اسلوب بیان کو متاثر کرتی دکھائی دیتی ہے۔

[۳] المجموع في المحيط بالتكليف. ابوالحسن عبدالجبار بن احمد

معتزلہ کے عقائد کی بنیادی کتابوں میں سے ایک ہے جس کا پتہ عصر حدیث میں چلا ہے۔ اس کتاب کے بنیادی موضوعات درج ذیل ہیں: توحید، صفات باری، عدل، افعال عباد، ارادہ، قرآن مجید وغیرہ۔ پہلا جز نو اسفار پر مشتمل ہے اور پھر ہر سفر ابواب و فصول میں منقسم ہے۔

[۴] شرح الأصول الخمسة. القاضي أبو الحسن عبد الجبار بن أحمد الهمداني

معتزلہ کے نزدیک پانچ متفق علیہا اصولوں کی شرح و تفسیر پر مشتمل ہے۔ (توحید و عدل، وعد و عید، أمر بالمعروف و النهي عن المنكر اور منزلة بين المنزلتين)

کتاب کے آغاز و پیش لفظ میں غور و فکر کی ضرورت اور وجوب پر روشنی ڈالی ہے پھر اصول دین کے ان امور کا بیان ہے جن کی معرفت ہر مکلف کے لئے لازم ہے۔ پھر معتزلہ کے مذکورہ بالا اصولوں کو تفصیل سے پیش کیا ہے اور پھر جملہ مباحث کا خلاصہ اور آخر میں توبہ پر کتاب کا اختتام کیا گیا ہے۔

علم کلام میں آپ نے متعدد کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ کتاب الدوائی والصوارف والخلاف والوفاق، کتاب الخاطر، کتاب الاعتماد، کتاب الموانع والتمانع، کتاب ما یجوز فیہ التزاید وما لا یجوز

[۵] دیوان الأصول: ابو رشید سعید بن محمد

اس کتاب میں رازی الطبیب کے انکار خالق کے نظریہ اور قدامت اجسام کے قائلین کے آراء وافکار کا تفصیلی محاکمہ کیا گیا ہے۔ یہ پوری کتاب توحید اور اس کے مقدمات پر مشتمل ہے۔ اس سے قاضی عبد الجبار کی کتاب المغنی کے غائب ابتدائی اجزاء کی تلافی ہو جاتی ہے۔

فلسفہ اور علم منطق کے مصادر

[۱] رسائل الکندي: یعقوب بن اسحاق بن الصباح الکندي (۲۶۰ھ)

ہر رسالہ ایک مستقل موضوع پر مشتمل ہے۔ درج ذیل اہم مضامین پر یہ رسالے مشتمل ہیں: فاعل حق اول کا بیان، فاعل ناقص، اشیاء کے حدود ورسوم، وحدانیت باری اور عالم کے اجسام کا خاتمہ، کون وفساد کی حقیقی علت، جواہر خمسہ

[۲] المدینة الفاضلة: ابو نصر محمد بن محمد اوزلغ بن طرخان الفارابي (۳۳۹ھ)

اس کتاب کے ذریعہ فارابی کا مقصد ایک ایسے مثالی معاشرہ کے خدوخال کی وضاحت ہے جس کے بارے میں قدیم فلاسفۂ یونان نے فکری خاکہ پیش کیا تھا۔ (جیسے افلاطون، بشاشی، وافیبر کا نظریہ جمہوریت اور جبول کے سورج کے شہر کا نظریہ)

کتاب دو حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے جزء میں فلسفہ کے ان مبادیات کا تذکرہ ہے جن کا خاکہ کرنا مثالی معاشرہ کی تعمیر میں لازمی ہے۔ دوسرے جزء میں مثالی معاشرہ کے خدوخال کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔

کتاب درج ذیل اہم موضوعات پر مشتمل ہے۔ انسان مدنی بالطبع ہے۔ مثالی شہر کے رئیس کے اخلاق وآداب، بنیادی عضو، مثالی شہر کے متضاد امور، ارواح ونفوس کا باہمی اتصال۔

فارابی کی فلسفیانہ کتابیں:

فارابی کی فلسفہ پر وہ اہم کتابیں جن میں وہ اپنے مخصوص افکار ونظریات پیش کرتے ہیں، درج ذیل ہیں:

کتاب الواحد والوحدة، کتاب الجوہر، کتاب الزمان، کتاب المکان، کتاب الخلاء، مقالة فی معانی العقل (شاید اسی رسالہ کو بعض لوگ "کتاب العقل والمعقول" کا نام دیتے ہیں)، عیون المسائل، فصوص الحکم، نکت أبي نصر الفارابي فیما یصح وما لا یصح من أحکام النجوم، کتاب التنبیہ علی سبیل السعادة، کتاب تحصیل السعادة، رسالة فی اثبات المفارقات۔ وغیرہ

فارابی نے ارسطو کی متعدد کتابوں کی شرحیں لکھی ہیں۔ اہم ترین شرحیں درج ذیل ہیں: کتاب المقولات، القول الشارح، القضایا والتعریف، کتاب أنالوطیقا الأولی، أنالوطیقا الثاني، تالیف القیاس المنطقی، کتاب طوبیقا، کتاب سفسطیقا، ریطوریقا (خطابت) بوطیقا (شعر)

رسائل اخوان الصفاء وخلان الوفاء:

چار اجزاء پر مشتمل اس کتاب میں کل ۵۲ رسالے شامل ہیں۔ پہلے جزء میں ۱۴ رسالے ریاضت ومنطق کے بیان میں ہیں۔ دوسرا جزء طبیعی ونفسیاتی علوم پر مشتمل ہے۔ اس میں کل ۱۷ رسالے ہیں۔ تیسرا جزء دس رسالوں پر مشتمل ہے۔ اس میں مباحث ماوراء الطبیعہ کا تذکرہ ہے۔ چوتھا جزء ۱۱ رسالوں پر مشتمل ہے۔ اس میں تصوف اور علم نجوم کا بیان ہے۔

منطق الشرقیین: ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن سینا (۴۲۸ھ)

فن منطق وفلسفہ پر عبور حاصل کرنے اور فکری لحاظ سے مکمل ہونے کے بعد آپ نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اسلوب بیان آسان اور واضح ہے۔ اس کے جملہ مباحث فن منطق سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابن سینا کی فن منطق پر ایک منظوم کتاب "العقیدة المزدوجة فی المنطق" کے نام سے بھی ہے۔ جس کا اسلوب بیان قابل فہم اور بے حد آسان ہے۔

الارشادات و التنبیہات: ابو علی الحسین بن عبد اللہ بن الحسن بن علی بن سینا (۴۲۸ھ)

اس کتاب میں منطق، طبعیات، الٰہیات اور تصوف کے مباحث زیر بحث آئے ہیں۔

أحوال النفس: ابن سینا (۴۲۸ھ)

پوری کتاب نفس اور اس کے معاد و بقاء سے متعلق ہے۔ نفس انسانی پر طاری ہونے والے احوال، نفس کا دوبارہ پیدا کیا جانا اور آخرت میں اس کی حالت پر بحث کی گئی ہے۔ کتاب ۱۶ فصلوں پر مشتمل ہے۔

عیون الحکمة: ابن سینا (۴۲۸ھ)

انتہائی مختصر کتاب ہے۔ منطق، طبیعیات اور الٰہیات کے مباحث پر بالکل اختصار کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے۔ اختلافی مسائل سے احتراز کرتے ہوئے صرف عام اصولوں کے ذکر پر اکتفا کیا گیا ہے۔

کتاب الشفاء: یہ کتاب فلسفہ اور اس کے موضوعات پر انسائیکلوپیڈیا ہے۔ اس کی تلخیص "کتاب النجاة فی الحکمة المنطقیة والطبیعیة والالٰہیة" کے نام سے کی گئی ہے جس کا اسلوب بیان بے حد آسان ہے۔

کتاب مقاصد الفلاسفة: ابو حامد محمد بن محمد الغزالی (۵۰۵ھ)

اس کتاب میں غزالی نے فلاسفہ کے افکار و نظریات کا معروضی مطالعہ پیش کیا ہے۔ آپ کا مقصد یہ تھا کہ قاری کے سامنے جملہ فلسفیانہ مباحث آجائیں تاکہ "تہافت الفلاسفة" میں ان آراء پر تنقید کو لوگ ملاحظہ کر سکیں۔

کتاب تہافت الفلاسفة: الغزالی (۵۰۵ھ)

اس کتاب میں غزالی نے فلسفہ کے باطل و غلط افکار و نظریات کا تنقیدی جائزہ لیا ہے اور ہر نظریہ کے دلائل انتہائی امانت کے ساتھ اور پورے شرح و بسط کے ساتھ پیش کیے ہیں اور پھر ان دلائل کا تنقیدی جائزہ لیا ہے۔

المنقذ من الضلال و الموصل الیٰ ذی العزة و الجلال: ابو حامد محمد بن محمد الغزالی

آپ نے یہ کتاب اس سوال کے جواب میں لکھی ہے۔ آپ سے علوم کے مقاصد و اسرار

مذاہب و ادیان کے حقائق آپ کی فطری زندگی کے مختلف زاویوں، مختلف مسالک کے درمیان پائے جانے والے تضاد و تباین کے درمیان سے حق کے نکالنے اور تقلید سے نکل کر بصیرت کی روشنی تک آنے سے متعلق سوال کیا گیا تھا۔

اس کتاب میں درج ذیل اہم مضامین زیر بحث آئے ہیں:

علم کلام کا مقصود، فلسفہ اس کی قسمیں اور فلاسفہ کا تعارف، صوفیہ کے طریقے، نبوت کی حقیقت و ضرورت۔

معارج القدس فی معرفة النفس: ابو حامد الغزالی

یہ کتاب درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہے۔ اثبات نفس، نفس ایک جوہر ہے، حیوانی قوتوں کا بیان، نفس انسانی کی خاص قوتیں جیسے غور و فکر کی صلاحیت، مراتب عقل، عقل و شرع کے امتزاج کی ضرورت و اہمیت، ادراک کی حقیقت اور اس کے مراتب۔

المعتبر فی الحکمة: ابو البرکات ہبة اللہ علی بن ملکا البغدادی (۵۴۷ھ)

حی بن یقظان: ابو بکر بن محمد عبد الملک بن محمد بن محمد بن طفیل (۵۸۱ھ)

اس کتاب میں ابن طفیل خط استواء کے پاس ہندوستانی جزائر میں سے کسی ایک جزیرہ میں حی بن یقظان کی پیدائش کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جس کی تربیت انسانوں سے دور ایک ہرنی کی گود میں ہوئی۔ اسی کے دودھ سے وہ پروان چڑھا۔ ہرن ہی کے ساتھ وہ رہتا، انہیں جیسی آواز نکالتا، پھر وہ چڑیوں اور بقیہ حیوانات کی بولیاں بھی بولنے لگا اور انہیں جیسی حرکتیں کرنے لگا۔ اور پھر اپنے درمیان اور ان کے درمیان موازنہ و مقارنہ کرتا رہا تا آنکہ وہ جوان ہوگیا اور غور و فکر سے اس نے اپنی غذا بھی دریافت کرلی اور بذات خود اس فلسفی نقطہ نظر کو دریافت کرلیا جس کے ذریعہ کائنات کی حقیقتیں عیاں ہوگئیں۔ اسی مسلک کو عقلی مسلک کہا جاتا ہے۔

ابن طفیل اس کتاب میں یہ ثابت کرتے ہیں انسان کی وسعت میں یہ بات داخل ہے کہ وہ عالم محسوسات سے معقولات میں داخل ہوسکے اور اپنی فطری قوتوں کے ذریعہ کائنات اور خدا کا ادراک کرسکے۔

حكمة الاشراق: ابوالفتح یحیٰ بن حبش الحکیم السہروردی (۵۸۷ھ)

اس کتاب میں ضرورت واختیار، موجود ومعدوم، ہیولٰی اور صورت، سبب اور نتیجہ، فکر اور حس، جسم اور روح وغیرہ جیسے مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ جابجا ارسطو کے آراء وافکار پر تنقید کی گئی ہے۔ بعض مقامات پر مادی فلسفہ کے نظریات کا بھی محاکمہ کیا گیا ہے۔

آپ کا اسلوب بیان پیچیدہ اور صوفیہ وفلاسفہ کے اسلوب سے بھی زیادہ غامض ہے۔

التلويحات فى الحكمة و المنطق:

اس کتاب میں منطق، طبعیات اور الٰہیات پر گفتگو کی گئی ہے۔

فصل المقال فيما بين الحكمة و الشريعة من الاتصال: ابوالولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد (۵۹۵ھ)

ابن رشد نے اس کتاب میں شریعت اور فلسفہ کے درمیان گہری اخوت کو ثابت کیا ہے۔ آپ لکھتے ہیں: حکمت شریعت کی سہیلی اور رضاعی بہن ہے۔

اس کتاب میں ان تین اہم مسائل پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے جن میں فلاسفہ اور اہل کلام کے درمیان اختلاف واقع ہوا ہے:

۱۔ عالم کی قدامت وحدوث کا مسئلہ ۲۔ علم الٰہی ۳۔ معاد

ان کے علاوہ درج ذیل اہم موضوعات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے:

فلسفہ کی تدریس کا حکم، نظر واستدلال کی ضرورت وشرطیں، لوگوں کے مراتب، حکمت کا شریعت سے تعلق، تاویل، غزالی اور فلاسفہ، علم الٰہی، عالم کی قدامت وحدوث، ظاہر وباطن، آخرت، مقصود شریعت، تصدیق کے طریقے، تاویل، اسلامی فرقے، شرعی تعلیم کے طریقے۔

تهافت التهافت: ابن رشد (۵۹۵ھ)

اس کتاب میں آپ نے علامہ غزالی کی کتاب تہافت الفلاسفہ کا جائزہ لیا ہے اور فلاسفہ پر غزالی کے اعتراضات کا جواب دیا ہے۔

ابن رشد کی فلسفہ پر درج ذیل کتابیں بھی ہیں: [۱] ارسطو کی کتاب البرھان کی تلخیص [۲] ارسطو کی کتاب السماع کی تلخیص [۳] مابعد الطبعیہ کی تلخیص [۴] مابعد الطبعیہ کی تفسیر

المباحث الشرقيه فى علم الهيات و الطبيعيات: فخر الدین محمد بن عمر بن الحسن الرازی

اس کتاب میں موجود ماہیت، عدم، جوہر اور اعراض کے احکام اور الٰہی مباحث پر تفصیلی گفتگو کی گئی ہے۔

محمد عاطف عراقی کہتے ہیں: یہ کتاب ہمارے نزدیک رازی کی اہم ترین اور دقیق کتابوں میں سے ایک ہے۔ اس کے مضامین ومعانی بے حد محترم اور قابل قدر ہیں۔

تجريد الكلام: نصیر الدین الطوسی (۶۷۲ھ)

چھ مقاصد پر مشتمل ہے۔ [۱] امور عامہ [۲] جوہر وعرض [۳] صانع کا وجود اور اس کی صفات [۴] نبوت [۵] امامت [۶] معاد

كتاب الروح: شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن ابی بکر المعروف بابن قیم الجوزیہ (۷۵۱ھ)

۲۱ مسائل پر یہ کتاب مشتمل ہے۔ اس میں تفصیل سے روح کے درج ذیل احکام ومسائل پر قرآن وسنت اور علماء کے اقوال کی روشنی میں گفتگو کی گئی ہے۔

مردوں کا زندہ افراد کی جانب سے قبروں کی زیارت اور سلام بھیجنے کی معرفت، ارواح کی باہمی ملاقات، زندہ اور مردہ افراد کی ارواح سے ملاقات، کیا روح مرجاتی ہے یا صرف بدن فنا ہوتا ہے، بدن سے جدا ہونے کے بعد ارواح کا تشخص، سوال وجواب کے وقت ارواح کی واپسی، عذاب قبر کے منکرین کے دلائل کا جائزہ، قرآن مجید میں عذاب قبر کے مذکور نہ ہونے کی حکمت، اسباب عذاب قبر، عذاب قبر سے نجات دلانے والے اسباب، فتنۂ قبر کا عموم، منکر نکیر کا سوال، قبروں میں بچوں کا امتحان، عذاب قبر کا دوام، ارواح کا مستقر، زندوں کی کوششوں سے ارواح کا انتفاع، روح کی قدامت، جسموں پر روحوں کی تخلیق کی اولیت، حقیقت نفس، نفس و روح کیا ایک ہی چیز ہے، کیا نفس ایک ہے یا تین۔

☆☆☆☆☆

فقہ وفتاویٰ

ابوارقم فلاحی

سوال : ظہر سے پہلے کتنی رکعات مسنون ہیں؟

جواب : ظہر سے پہلے دو رکعت اور چار رکعت دونوں ثابت ہے۔ مکلف کو آزادی اور اختیار ہے ان دونوں تعدادوں میں سے جس کو چاہے اختیار کرے۔

دو رکعت کی دلیل مسند احمد کی یہ مشہور حدیث ہے۔ ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے اور ظہر کے بعد دو رکعتوں کو کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔

چار رکعات کے دلائل :

[۱] عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم ﷺ ظہر سے پہلے چار رکعت اور صبح سے پہلے دو رکعت کبھی نہیں چھوڑتے تھے۔ (بخاری شریف، حدیث رقم:۱۱۸۲)

[۲] عبداللہ بن شقیقؒ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نبی کریم ﷺ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا: آپ ﷺ اپنے گھر میں ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھتے تھے پھر اپنے گھر سے نکلتے اور امامت کرتے پھر گھر میں داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے۔ (صحیح مسلم، فضل السنن الراتبۃ ج ۲ ج ۳ ص ۸)

[۳] ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے نبی اکرم ﷺ کو فرماتے سنا: جو شخص ظہر سے پہلے چار رکعت اور ظہر کے بعد چار رکعت کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے جہنم کو حرام کردیں گے۔ (ابوداؤد، وسنن ترمذی) امام ترمذی اور امام نووی نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے۔ (شرح النووی علی صحیح مسلم ج ۲ ج ۳ ص ۱۸)

رہی حدیث بارقی ''دن و رات کی نماز دو دو رکعت ہے'' تو اس میں ''دن'' کا لفظ شاذ ہے۔ بارقی کے علاوہ ابن عمر کے تقریباً پندرہ شاگردوں نے اس حدیث کی روایت کی ہے اور کسی نے اس لفظ کا تذکرہ نہیں کیا ہے۔ (دیکھئے المغنی ج ۲ ص ۱۲۷، وتمام المنۃ علی فقہ السنۃ) نیز بارقی کی اس روایت کے ضعیف ہونے کی سب سے واضح دلیل خود اس کے خلاف اس کے راوی ابن عمر کا عمل ہے۔ مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے ''وہ دن میں چار چار رکعت پڑھتے تھے'' (۲/۲۷۴) حافظ ابن حجر نے اس اثر کو صحیح قرار دیا ہے۔ (الفتح)

جامعہ کے لیل ونہار

ادارہ

جامعہ میں تربیتی وثقافتی پروگرام:

۱۱-۱۵/ اگست ۲۰۰۴ء مطابق ۲۴-۲۸ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۵ھ جامعہ میں مدارس اسلامیہ کے منتہی درجات کے طلبہ کے لئے ایک تربیتی پروگرام رکھا گیا ہے جس میں درج ذیل موضوعات پر اہل علم کے قیمتی لیکچرس ہوں گے:

نوجوانوں کی شخصیت کی تعمیر میں عقیدہ اسلامی کا رول، آؤ قرآن کی طرف، اسلام کی خدمت میں جدید وسائل کا استعمال، مسلم نوجوانوں کی ذمہ داریاں، فرد اور سماج پر عبادات کے اثرات، فکری یلغار اور اس کے خطرات، امن عالم اور اسلام، نوجوانوں کی زندگی میں اعتدال کی اہمیت، اتباع سنت کی اہمیت، مسلمان اور موجودہ چیلنجز، گلوبلائزیشن اور مسلمان، مذاکرہ بعنوان ''أین نحن من سلفنا؟'' اور نوجوانوں کی اسلامی تنظیموں پر ایک نظر۔

مذکورہ بالا محاضرات کے علاوہ اور دیگر مختلف النوع پروگرام بھی ہوں گے۔ اس پروگرام میں شریک طلبہ کو انعامات واسناد سے بھی نوازا جائے گا۔

امتحان سالانہ ۲۰۰۴ء اور اگلے تعلیمی سال سے متعلق اعلان عام:

[۱] ۱۵/ ستمبر بروز بدھ اسباق بند ہوں گے۔ اسی دن طالبات کا امور خانہ داری پریکٹیکل کا امتحان ہوگا۔

[۲] ۱۶/ ستمبر بروز جمعرات عربی پنجم وششم (طلبہ وطالبات) کا مناقشہ، عربی اول،

عربی دوم اور عربی سوم (طلبہ وطالبات) کا دروس اللغہ کا شفوی امتحان ہوگا۔ (۱۹؍اگست تک مقالات جمع کرنا لازمی ہے)

[۳] ۱۹؍ستمبر بروز اتوار تحریری امتحان کا آغاز

[۴] ۳؍اکتوبر بروز دوشنبہ امتحان کا آخری دن۔

[۵] ۱۱؍اکتوبر بروز دوشنبہ مطابق ۲۵ شعبان نتائج کا اعلان ہوگا۔

[۶] ۱۲؍اکتوبر مطابق ۲۶؍شعبان بروز منگل تعطیل کلاں کا آغاز۔

[۷] ۲۰؍نومبر مطابق ۶؍شوال بروز شنبہ نئے تعلیمی سال کا آغاز

[۸] ۲۲؍نومبر بروز دوشنبہ اشت داخلہ

[۹] ۲۷؍نومبر بروز شنبہ ااشت داخلہ

[۱۰] ۲۲؍نومبر دوشنبہ تا ۲۹؍نومبر دوشنبہ ضمنی امتحان ہوگا۔

[۱۱] یکم دسمبر ۲۰۰۲ء بروز بدھ شعبہ اعلیٰ طلبہ وطالبات میں باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہوگا۔ ثانوی اور ابتدائی میں ۲۰؍نومبر ہی سے تعلیم شروع کردی جائے گی۔

☆☆☆☆☆